قال اللہ عز و جل

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہین بدلتا جب تک کہ وہ اپنی آپ حالت نہ بدلے

چھوٹے اور بڑے کا مناظرہ

مُسدّس حالی

مرثیہ وفات علامہ زمان حکیم محمود خان

مسمّی بہ

مناجات حالی

مدّ و جزر اسلام

منہیّات حالی

جسکو

شمس العلما مولٰنا خواجہ الطاف حسین صاحب انصاری پانی پتی متخلص

حالی نے اہل اسلام کی ترقی و تنزل کے بیان مین لکھکر اُنھین متنبہ کیا ہے

کہ ہم کون تھے؟ اور کیا ہو گئے

الحال بار دوم

مع حواشی حضرت مصنف سلمہ جنھین منہیات بھی کہتے ہین بطریق فٹ نوٹ درج کرکے

مع ضمیمہ و رسائل مفیدہ نہایت تصحیح کے ساتھ بماہ اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء خاکسار محمد عبد الاحد غفرلہ الصمد نے

مطبع مجتبائی دہلی مین بحسن و زیبایش طبع کیا

بعض لوگوں نے جو ضمیمہ لگایا ہے وہ ان ہی حواشی کو بطور حروف تہجی مرتب کرکے آخر میں لگا دیا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

بلبل کی چمن مین ہمزبانی چھوڑی — بزم شُعرا مین شعرخوانی چھوڑی
جب سے دلِ زندہ تونے ہمکو چھوڑا — ہم نے بھی تری رام کہانی چھوڑی

بچپن کا زمانہ جو کہ حقیقت مین دنیا کی بادشاہت کا زمانہ ہے ایک ایسے دلچسپ اور پُرفضا میدان مین گذرا جو کُلفت کے گرد وغبار سے بالکل پاک تھا نہ وہان ریت کے ٹیلے تھے۔ نہ خاردار جھاڑیان تھین نہ آندھیون کے طوفان تھے۔ نہ بادسموم کی لپٹ تھی جب اس میدان سے کھیلتے کودتے آگے بڑھے تو ایک اور صحرا اس سے بھی زیادہ دلفریب نظر آیا جسکے دیکھتے ہی ہزارون ولولے اور لاکھون اومنگین خود بخود دلمین پیدا ہوگئین۔ مگر یہ صحرا جسقدر نشاط انگیز تھا اسیقدر وحشت خیز تھا۔ اسکی سرسبز جھاڑیون مین ہولناک درندے چھپے ہوئے تھے۔ اور اُسکے خوشنما پودونپر سانپ اور بچھو لپٹے ہوئے تھے۔ جوہین اسکی حد مین قدم رکھا ہر گوشہ سے شیر و پلنگ اور مار و کژدم نکل آئے۔ باغ جوانی کی بہار اگرچہ قابل دید تھی مگر دنیا کے مکروہات سے دم لینے کی فرصت نملی نہ خود آرائی کا خیال آیا۔ نہ عشق و جوانی کی ہوا لگی۔ نہ وصل کی لذت اوٹھائی۔ نہ فراق کا مزا چکھا۔

پنہان تھا دام سخت قریب آشیان کے — اوڑنے نپائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے

البتہ شاعری کی بدولت چندروز جھوٹا عاشق بننا پڑا۔ ایک خیالی معشوق کی چاہ مین برسون دشتِ جنون کی وہ خاک اوڑائی کہ قیس و فرہاد کو گرد کر دیا کبھی نالۂ نیم شبی سے ربع مسکونکو ہلا ڈالا کبھی

چشم دریا بار سے تمام عالم کو ڈبو دیا۔ آہ و فغان کے شور سے کروبیون کے کان بہرے ہو گئے۔ شکایتون کی بوچھاڑ سے زمانہ چیخ اُٹھا۔ طعنونکی بھرمار سے آسمان چھلنی ہو گیا۔ جب شک کا تلاطم ہوا تو ساری خدائی کو رقیب سمجھا یہانتک کہ آپ اپنے سے بدگمان ہو گئے۔ جب شوق کا دریا اُمڈا تو کشش دسے جذب مقناطیسی اور قوت کہربائی کا کام کیا۔ بارہا تیغ ابرو سے شہید ہوے اور بارہا ایک ٹھوکر سے جی اُٹھے۔ گویا زندگی ایک پیراہن تھا کہ جب چاہا اوتار دیا جب چاہا پہن لیا۔ میدان قیامت مین اکثر گذر ہوا۔ بہشت دوزخ کی اکثر سیر کی۔ بادہ نوشی پر آئے تو خُم کے خُم لنڈھا دئے اور پھر بھی سیر نہوے کبھی خانۂ خمار کی چوکھٹ پر جبہہ سائی کی کبھی مے فروش کے در پر گدائی کی کفر سے مانوس رہے۔ ایمان سے بیزار رہے پیر مغان کے ہاتھ پر بیعت کی برہمنون کے چیلے بنے بُت پوجے۔ زُنّار باندھا۔ قشقہ لگایا۔ زاہدون پر پھبتیان کہین۔ واعظون کا خاکہ اُڑایا۔ دَیر اور بتخانہ کی تعظیم کی۔ کعبہ اور مسجد کی توہین کی۔ خدا سے شوخیان کین۔ نبیونکی گستاخیان کین۔ اعجاز مسیح کو ایک کھیل جانا۔ حُسنِ یوسفی کو ایک تماشا سمجھا۔ غزل کہی تو پاک شہدون کی بولیان بولین۔ قصیدہ لکھا تو بھاٹ اور باد خوانون کے مُنہ پھیر دئے۔ ہر مُشت خاک مین اکسیر اعظم کے خواص بتلائے ہر چوب خشک مین عصاے موسیٰ کے کرشمے دکھائے ہر نمرود وقت کو ابراہیمؑ خلیل سے جا ملایا ہر فرعون بے سامان کو قادر مطلق سے جا ٹھہرایا۔ جسکے مداح بنے اُسے ایسا بانس پر چڑھایا کہ خود ممدوح کی اپنی تعریف مین کچھ مزا نہ آیا۔ غرض نامۂ اعمال ایسا سیاہ کیا کہ کہین سفیدی باقی نہ چھوڑی۔

چو پرسشِ گنہم روزِ حشر خواہد بود ❊ تمسکاتِ گناہانِ خلق پارہ کنند

بیش برس کی عمر سے چالیسوین سال تک تیلی کے بیل کیطرح اُسی ایک چکر مین پھرتے رہے اور اپنے نزدیک سارا جہان طے کر چکے۔ جب آنکھین کھُلین تو معلوم ہوا کہ جہانسے چلے تھے ابتک وہین ہین

شکست رنگ شباب و ہنوز رعنائی ❊ دران دیار کہ زادی ہنوز آن جائی

نگاہ اُٹھا کر دیکھا تو دائین بائین آگے پیچھے ایک میدان وسیع نظر آیا جس مین بیشمار راہین چارون طرف کھُلی ہوئی تھین اور خیال کے لیئے کہین عرصہ تنگ نہ تھا جی مین آیا کہ قدم آگے بڑھائین اور اس میدان کی سیر کرین۔ مگر جو قدم بیش برس تک ایک چال سے دوسری چال نہ چلے

ہون اور جنکی دوڑ گز دو گز زمین مین محدود رہی ہو اُنسے اس وسیع میدان مین کام لینا آسان نہ تھا۔ اسکے سوا بیٹھ برس کی بیکاری اور نکمی گردش مین ہاتھ پاؤن چور ہو گئے تھے اور طاقتِ رفتار جواب دے چکی تھی۔ لیکن پاؤن مین چکر تھا اسلیئے نچلا بیٹھنا دشوار تھا چند روز اسی تردد مین یہ حال رہا کہ ایک قدم آگے پڑتا تھا دوسرا پیچھے ہٹتا تھا۔ ناگاہ دیکھا کہ ایک خدا کا بندہ جو اس میدان کا مرد ہے ایک دشوار گذار رستے مین رہ نورد ہی۔ بہت سے لوگ جو اُس کے ساتھ چلے تھے تھک کر پیچھے رہگئے ہین بہت سے ابھی اُس کے ساتھ اُفتان وخیزان چلے جاتے ہین مگر ہونٹون پر پپڑیان جمی ہین۔ پیرون مین چھالے پڑے ہین دم چڑھ رہا ہے۔ چہرے پر ہوائیان اُڑ رہی ہین۔ لیکن وہ اولوالعزم آدمی جو ان سبکا رہنما ہے اُسیطرح تازہ دم ہے۔ نہ اُسے رستے کی تکان ہی۔ نہ ساتھیون کے چھوٹ جانی کی پرواہے۔ نہ منزل کی دوری سے کچھ ہراس ہے۔ اسکی چتونون مین غضب کا جادو بھرا ہے کہ جسکی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھتا ہے وہ آنکھین بند کر کے اُسکے ساتھ ہو لیتا ہے۔ اُسکی ایک نگاہ اِدھر بھی پڑی اور اپنا کام کر گئی۔ بیس برس کے تھکے ہارے خستہ اور کوفتہ اُسی دشوار گذار رستے پر پڑ لیے۔ نہ یہ خبر ہے کہ کہان جاتے ہین نہ یہ معلوم ہی کہ کیون جاتے ہین۔ نہ طلب صادق ہے نہ قدم راسخ ہی۔ نہ عزم ہے نہ استقلال ہے۔ نہ صدق ہے۔ نہ اخلاص ہے۔ مگر ایک زبردست ہاتھ ہی کہ کھینچے لیے جاتا ہی۔

آن دل کہ رم نمودی از خوبروجوانان | دیرینہ سال پیری بربُرش بیک نگاہی

زمانہ کا نیا ٹھاٹھ دیکھ کر پرانی شاعری سے جی سیر ہو گیا تھا اور جھوٹے ڈھکوسلے باندھنے سے شرم آنے لگی تھی۔ نہ یارون کے اُبھارونسے دل بڑھتا تھا نہ ساتھیون کی ریس سے کچھ جوش آتا تھا۔ مگر ایک ایسے ناسور کا مُنہ بند کرنا تھا جو کسی راہ سے تراوش کیئے بغیر نہین رہسکتا اس لئے بخارات درونی جنکے رُکنے سے دم گھٹا جاتا تھا دل ودماغ مین تلاطم کر رہے تھے اور کوئی رخنہ ڈھونڈ ھتے تھے۔

(قوم کے ایک سچے خیر خواہ نے جو اپنی قوم کے سوا تمام مُلک مین اسی نام سے پُکارا جاتا ہی اور جسطرح خود اپنے پُرزور ہاتھ اور قوی بازو سے بھائیون کی خدمت کر رہا ہو اسیطرح ہر ایک ہیچ

اونکے کو اسی کام مین لگانا چاہتا ہی) اگر ملامت کی اور غیرت دلائی کہ حیوان ناطق ہونیکا دعوی کرنا اور خدا کی دی ہوئی زبان سے کچھ کام نہ لینا بڑے شرم کی بات ہے۔

روچو انسان لب بجنبان در دہن	در جمادی لاف انسانی مزن

قوم کی حالت تباہ ہے۔ عزیز ذلیل ہو گئے ہین۔ شریف خاک مین ملگئے ہین علم کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ دین کا صرف نام باقی ہے۔ افلاس کی گھر گھر پکار ہے۔ پیٹ کی چارونطرف دوہائی ہے۔ اخلاق بالکل بگڑ گئے ہین اور بگڑتے جاتے ہین۔ تعصب کی گھنگور گھٹا تمام قوم پر چھائی ہوئی ہے۔ رسم و رواج کی بیڑی ایک ایک کے پاؤن مین پڑی ہے جہالت اور تقلید سب کی گردن پر سوار ہے۔ اُمرا جو قوم کو بہت کچھ فائدہ پہونچا سکتے ہین غافل اور بے پروا ہین۔ علما جنکو قوم کی اصلاح مین بہت بڑا دخل ہے زمانہ کی ضرورتون اور مصلحتون سے محض ناواقف ہین۔ ایسے مین جس سے جو کچھ بن آئے سو بہتر ہے۔ ورنہ ہم سب ایک ہی ناؤ مین سوار ہین۔ اور ساری ناؤ کی سلامتی مین ہماری سلامتی ہے۔ ہرچند لوگ بہت کچھ لکھ چکے ہین اور لکھ رہے ہین۔ مگر نظم جو کہ انسان کو بالطبع مرغوب ہی اور خاصکر عرب کا ترکہ اور مسلمانون کا موروثی حصہ ہے قوم کے بیدار کرنے کے لئے ابتک کسی نے نہین لکھا اگرچہ ظاہر ہے کہ اور تدبیرون سے کیا ہوا جو اس تدبیر سے ہوگا۔ مگر ایسی تنگ حالتون مین انسان کے دل پر ہمیشہ دو طرحکے خیال گذرتے رہے ہین۔ ایک یہ کہ ہم کچھ نہین کرسکتے۔ دوسرے یہ کہ ہمکو کچھ کرنا چاہیے۔ پہلے خیال کا نتیجہ ہمیشہ یہ ہوا کہ کچھ نہ ہوا۔ اور دوسرے خیال سے دنیا مین بڑے بڑے عجائبات ظاہر ہوئے۔

در فیض ست مشین از کشایش ناامید اینجا	برنگ دانہ از ہر قفل میروید کلید اینجا

"وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ"

ہرچند اس حکم کی بجا آوری مشکل تھی اور اس خدمت کا بوجھ اُٹھانا دشوار تھا مگر ناصح کی جادو بھری تقریر جی مین گھر کر گئی۔ دل ہی سے نکلی تھی دل ہی مین جاکر ٹھہری۔ برسونکی بجھی ہوئی طبیعت مین ایک ولولہ پیدا ہوا اور باسی کڑھی مین ایک ابال آیا افسردہ

(۱) اور وہ ایسا خدا ہی کہ جب لوگ ناامید ہو جاتے ہین تو مینھ برساتا ہے اور اپنی رحمت پھیلاتا ہے۔

دل اور بوسیدہ دماغ جو امراض کے متواتر حملون سے کسی کام کے نہ رہے تھے انھین سے کام لینا شروع کیا۔ اور ایک مسدس کی بنیاد ڈالی۔ دنیا کے مکروہات سے فرصت بہت کم ملی۔ اور بیماریون کے ہجوم سے اطمینان کبھی نصیب نہوا۔ مگر ہر حال مین یہ دُھن لگی رہی بارے الحمد للہ کہ بہت سے دقتون کے بعد ایک ٹوٹی پھوٹی نظم اس عاجز بندہ کی بساط کے موافق تیار ہوگئی۔ اور ناصح مشفق سے شرمندہ ہونا نہ پڑا۔ صرف ایک امید کے سہارے پر یہ راہ دور دراز طی کی گئی ہے۔ ورنہ منزل کا نشان نہ اب تک ملا ہے نہ آیندہ ملنے کی توقع ہے۔

خبرم نیست کہ منزلگہِ مقصود کجاست	اینقدر ہست کہ بانگِ جرسے می آید

اِس مسدس کے آغاز مین پانچ سات بند تمہید کے لکھ کر اول عرب کی اُس ابتر حالت کا خاکہ کھینچا ہے جو ظہور اسلام سے پہلے تھی اور جسکا نام اسلام کی زبان مین جاہلیت رکھا گیا پھر کوکبِ اسلام کا طلوع ہونا اور نبی اُمی کی تعلیم سے اِس ریگستان کا دفعۃً سرسبز و شاداب ہو جانا اور اُس ابر رحمت کا اُمت کی کھیتی کو رحلت کے وقت ہرا بھرا چھوڑ جانا اور مسلمانون کا دینی و دنیوی ترقیات مین تمام عالم پر سبقت لیجانا بیان کیا ہے۔ اِسکے بعد اُنکے تنزل کا حال لکھا ہے اور قوم کے لئے اپنے بے ہنر ہاتھون سے ایک آئینہ خانہ بنایا ہے جسمین آکر وہ اپنے خط و خال دیکھ سکتے ہین اور سمجھ سکتے ہین کہ ہم کون تھے اور کیا ہوگئے گرچہ اس جانکاہ نظم مین جسکی دشواریان لکھنے والے کا دل اور دماغ ہی خوب جانتا ہی بیان کا حق نہ مجھسے ادا ہوا ہے نہ ہو سکتا تھا۔ مگر شکر ہے کہ جسقدر ہو گیا اتنی بھی امید نہ تھی۔ ہمارے مُلک کے اہلِ مذاق ظاہرا اس روکھی پھیکی سیدھی سادھی نظم کو پسند نہ کرینگے کیونکہ اسمین یا تاریخی واقعات ہین یا چند آیتون اور حدیثون کا ترجمہ ہے۔ یا جو آج کل قوم کی حالت ہے اُسکا صحیح صحیح نقشہ کھینچا گیا ہے۔ نہ کہین نازک خیالی ہے۔ نہ رنگین بیانی ہی۔ نہ مبالغہ کی چاٹ ہے نہ تکلف کی چاشنی ہے غرض کوئی بات ایسی نہین ہے جس سے اہل وطن کے کان مانوس اور مذاقِ آشنا ہون اور کوئی کرشمہ ایسا نہین ہے کہ۔ لا عین[1] رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر

(۱) نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سُنا نہ کسی بشر کے دل مین گذرا۔

گویا اہل دہلی ولکھنؤ کی دعوت مین اک ایسا دسترخوان چنا گیا ہے جس مین اوبالی کھچڑی اور بے مرچ سالن کے سوا کچھ نہین مگر اس نظم کی ترتیب مزے لینے اور واہ واہ سننے کے لیے نہین کی گئی بلکہ عزیزون اور دوستون کو غیرت اور شرم دلانے کے لیے کی گئی ہے۔ اگر دیکھین اور پڑھین اور سمجھین تو اُن کا احسان ہے۔ ورنہ کچھ شکایت نہین۔

حافظ وظیفۂ تو دعا گفتن ست و بس
دربندِ آن مباش کہ نشنید یا شنید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمتانِ غریبتان فاحملوہما - کلمۃ حکمٍ من سفیہٍ فاقبلوہا - وکلمۃ سفہٍ من حکیمٍ فاغفروہا

دو باتین بیجل ہین اُنھین گوارا کرو - دانائی کی بات جو نادان کہے اُسے قبول کرو - اور نادانی کی بات جو دانا کہے اُسے بخشدو

رباعی

پستی کا کوئی حد سے گذرنا دیکھے
اِسلام کا گر کر نہ اُبھرنا دیکھے
مانے نہ کبھی کہ مدہے ہر جزر کے بعد
دریا کا ہمارے جو اُترنا دیکھے

مُسدّس

(۱)
کسی نے یہ بُقراط[1] سے جاکے پوچھا
مرض تیرے نزدیک مہلک ہین کیا کیا
کہا دُکھ جہان مین نہین کوئی ایسا
کہ جسکی دوا حق نے کی ہو نہ پیدا
مگر وہ مرض جسکو آسان سمجھین
کہے جو طبیب اُسکو ہذیان سمجھین

سبب[2] یا علامت گر انکو سوجھائین
تو تشخیص مین سو نکالین خطائین
دوا اور پرہیز سے جی چُرائین
یوہین رفتہ رفتہ مرض کو بڑہائین
طبیبون سے ہرگز نہ مانوس ہون وہ
یہانتک کہ جینے سے مایوس ہون وہ

(۱) یہ شخص قدیم دار الخلافۃ شام یعنے شہر حمص مین سکندر سے تقریباً سو برس پہلے گذرا ہے عربی زبان مین طب کی کوئی کتاب بقراط کی کتابون سے پہلے ترجمہ نہین ہوئی -

(۲) طب کی اصطلاح مین سبب وہ چیز ہے جس سے مرض پیدا ہو - اور علامت جس سے پہچانا جائے -

یہی حال دنیا مین اُس قوم کا ہے — بھنور مین جہاز آکے جسکا گھرا ہے
کنارہ ہے دور اور طوفان بپا ہے — گمان ہے یہ ہر دم کہ اب ڈوبتا ہے
نہین لیتے کروٹ مگر اہل کشتی — پڑے سوتے ہین بیخبر اہل کشتی

گھٹا سر پہ ادبار کی چھا رہی ہے — فلاکت سمان اپنا دکھلا رہی ہے
نحوست پس و پیش منڈلا رہی ہے — چپ و راس سے یہ صدا آرہی ہے
کہ کل کون تھے آج کیا ہو گئے تم — ابھی جاگتے تھے ابھی سو گئے تم

(۱۱)

پر اُس قوم غافل کی غفلت وہی ہے — تنزل پہ اپنی قناعت وہی ہے
ملے خاک مین پر رعونت وہی ہے — ہوئی صبح اور خواب راحت وہی ہے
نہ افسوس اُنھین اپنی ذلت پہ ہے کچھ — نہ رشک اور قومون کی عزت پہ ہے کچھ

بہائم کی اور انکی حالت ہے یکسان — کہ جس حال مین ہین اُسی مین ہین شادان
نہ ذلت سے نفرت نہ عزت کا ارمان — نہ دوزخ سے ترسان نہ جنت کے خواہان
لیا عقل و دین سے نہ کچھ کام اُنھون نے — کیا دین برحق کو بدنام اُنھون نے

وہ دین جسنے[1] اعدا کو اخوان بنایا — وحوش اور بہائم کو انسان بنایا
درندون کو غمخوار دوران بنایا — گڈریون کو عالم کا سلطان بنایا
وہ خطہ جو تھا ایک ڈھورون کا گلہ — گران کر دیا اُسکا عالم سے پلہ

عرب جسکا چرچا ہے یہ کچھ وہ کیا تھا — جہان سے الگ اک جزیرہ[2] نما تھا
زمانے سے پیوند جسکا جدا تھا — نہ کشورستان تھا نہ کشور کشا تھا
تمدن[3] کا اُس پر پڑا تھا نہ سایا — ترقی کا تھا وان قدم تک نہ آیا

نہ آب و ہوا ایسی تھی روح پرور — کہ قابل ہی پیدا ہون خود جس سے جوہر

(۱) جیسا کہ قرآن مجید مین وارد ہوا ہے "کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا" یعنے تم دشمن تھے سو خدا نے تمھارے دلون مین الفت پیدا کی اور ہو گئے تم اُسکے فضل سے بھائی بھائی۔

(۲) جزیرہ نما جغرافیہ کی اصطلاح مین خشکی کا وہ قطعہ ہے جسکے تین طرف پانی اور ایک طرف خشکی ہو۔

(۳) عربی مین سولیزیشن (تہذیب) کا ترجمہ تمدن کیا گیا ہے۔ چنانچہ عرب یورپ کی سلطنتونکو دول تمدنیہ کہتے ہین۔

نہ کچھ اپنے ساماں تھے واں بیشتر | کنوؤں جن سے کھاریں نکلتے سراسر

نہ سبزہ تھا صحرا میں پیدا نہ پانی | فقط آبِ باراں پہ تھی زندگانی

زمیں سنگلاخ اور ہوا آتش افشاں | لوؤں کی لپٹ بادِ صرصر کے طوفاں

پہاڑ اور ٹیلے سراب اور بیاباں | کھجوروں کے جھنڈ اور خارِ مغیلاں

نہ کھیتوں میں غلہ نہ جنگل میں کھیتی | عرب اور کل کائنات اس کی یہ تھی

نہ واں مصر(۱) کی روشنی جلوہ گر تھی | نہ یونان کے علم و فن کی خبر تھی

وہی اپنی فطرت پہ طبعِ بشر تھی | خدا کی زمیں بن جتی سربسر تھی

پہاڑ اور صحرا میں ڈیرا تھا سب کا | تلے آسماں کے بسیرا تھا سب کا

کہیں آگ پجتی تھی واں بے محابا | کہیں تھا کواکب(۲) پرستی کا چرچا

بہت سے تھے تثلیث پر دل سے شیدا | بتوں کا عمل سو بسو جابجا تھا

کرشموں کا راہب کے تھا صید کوئی | طلسموں میں کاہن کے تھا قید کوئی

وہ دنیا میں گھر سب سے پہلا خدا کا | خلیل ایک معمار تھا جس بنا کا

ازل میں مشیت نے تھا جسکو تاکا | کہ اس گھر(۳) سے اُبلے گا چشمہ ہدیٰ کا

وہ تیرتھ تھا اک بت پرستوں کا گویا | جہاں نام حق کا نہ تھا کوئی جویا

قبیلہ قبیلہ کا بت اک جدا تھا | کسی کا ہبل(۴) تھا کسی کا صفا تھا

یہ عزّیٰ پہ وہ نائلہ پر فدا تھا | اسی طرح گھر گھر نیا اک خدا تھا

(۱) مصر کی ترقی ہند اور فارس کے سوا تمام دنیا سے مقدم مانی گئی ہو چنانچہ یونان بھی مصر ہی کے پرتو سے روشن ہوا تھا

(۲) صابئین کا فرقہ ستاروں کو بھی پوجتا تھا اور آگ کی بھی تعظیم کرتا تھا۔ عیسائی تثلیث کے قائل تھے عیسائی درویش پہاڑوں اور جنگلوں میں بستے تھے اور دنیا کی لذتیں ترک کر دیتے تھے وہ راہب کہلاتے تھے جو لوگ علم غیب کا دعویٰ کرتے تھے اور زمانہ آئندہ کی خبریں دیکر لوگوں کو فریفتہ کرتے تھے وہ کاہن کہلاتے تھے یہ سب فرقے جزیرہ نمائے عرب میں جمع تھے۔

(۳) اس گھر سے مراد خانہ کعبہ ہے جو کہ بنائے حضرت سلیمانؑ یعنے بیت المقدس سے نوسو پچانوے برس پہلے اور حضرت عیسیٰ کی ولادت سے دو ہزار برس پہلے تعمیر ہوا تھا۔

(۴) ہبل۔ صفا۔ عزیٰ۔ نائلہ۔ چاروں بتوں کے نام ہیں۔ انکے سوا لات اور منات اور اساف وغیرہ اور بہت سے بت تھے اور ہر ایک بت کسی خاص قبیلہ کے ساتھ مخصوص تھا۔

نہاں ابرِ ظلمت مین تھا جسکا انور — اندھیرا تھا فاران[1] کی چوٹیون پر

چلن اِنکے جتنے تھے سب وحشیانہ — ہر اک لوٹ اور مار مین تھا یگانہ
فسادون مین کٹتا تھا اُن کا زمانہ — نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ
وہ تھے قتل و غارت مین چالاک ایسے — درندے ہون جنگل مین بیباک جیسے

نہ ٹلتے تھے ہرگز جو اَڑ بیٹھتے تھے — سلجھتے نہ تھے جب جھگڑ بیٹھتے تھے
جو دو شخص آپس مین لڑ بیٹھتے تھے — تو صدہا قبیلے بگڑ بیٹھتے تھے
بلند ایک ہوتا تھا گر وان شرارا — تو اُس سے بھڑک اُٹھتا تھا ملک سارا

وہ بکر اور تغلب کی باہم لڑائی — صدی جسمین آدھی اُنھون نے گنوائی
قبیلون کی کردی تھی جسنے صفائی — تھی اک آگ ہر سو عرب مین لگائی
نہ جھگڑا کوئی ملک و دولت کا تھا وہ — کرشمہ اک اُنکی جہالت کا تھا وہ

اسیطرح اِک اور خون ریز بیدا — عرب مین لقب حرب[2] داحس ہے جسکا
رہا ایک مدت تک آپسمین برپا — بہا خون کا ہر طرف جسمین دریا
سبب اسکا لکھا ہے یہ اصمعیؒ نے — کہ گھوڑ دوڑ مین چنید کی تھی کسی نے

کہین تھا مویشی چرانے پہ جھگڑا — کہین پہلے گھوڑا بڑھانے پہ جھگڑا

(۱) فاران سے مراد مکہ کا پہاڑ ہے۔ اس شعر مین اُس بشارت کیطرف اشارہ ہے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے کی بابت حضرت موسیٰ نے توریت مین اور حیقوق نبی نے اپنی کتاب مین دی ہے۔ اِس بشارت کے اردو ترجمہ کے لفظ یہ ہین کہ "خدا سینا سے نکلا اور سعیر سے چمکا اور فاران کے پہاڑ سے ظاہر ہوا۔ اُسکے داہنے ہاتھ مین شریعت روشن اور لشکر ملائکہ کے ساتھ آیا" (توریت کتاب پنجم باب ۳۳-۲) آئے گا اللہ جنوب سے اور قدوس فاران کے پہاڑ سے آسمانون کو جلال سے چھپا دیا اُسکی ستایش سے زمین بھر گئی" کتاب حیقوق باب ۳-۳۔

(۲) یہ لڑائی جاہلیت کے اشعار مین حرب بسوس کے نام سے مذکور ہے۔ بنیاد اُسکی یہ تھی کہ ایک شخص کا اونٹ کھیت مین چلا گیا۔ کھیت والی عورت نے اُسے مارا۔ اونٹ والے نے عورت کی چھاتی کاٹ ڈالی۔ اس بات پر ۴۹۴ء سے ۵۳۴ء تک برابر لڑائی رہی۔ اول یہ لڑائی بنی بکر اور بنی تغلب مین ہوئی شروع ہوئی مگر رفتہ رفتہ تمام عرب کے قبیلے اُس مین شریک ہوگئے اور ابتدا سے آخر تک ستر ہزار آدمی مارا گیا۔

(۳) یہ لڑائی ۵۶۸ء سے ۶۰۸ء تک جاری رہی۔ داحس ایک گھوڑا تھا۔ گھوڑ دوڑ مین وہ آگے بڑھا جاتا تھا ایک شخص نے چھُپ کر اُسے بھگا دیا۔ اِتنی بات پر ایسا رَن پڑا کہ قبیلے کے قبیلے کٹ مرے۔ اس لڑائی کا خاتمہ بالکل اُسوقت ہوا جب بعض قبیلے اسلام لائے۔

ع اصمعی سے زمانہ جاہلیت کے اکثر قصے منقول ہین۔

بعثت خاتم النبیین — ولادت حضرت ختم المرسلین

لب جو کہین آنے جانے پہ جھگڑا
کہین پانی پینے پلانے پہ جھگڑا
یون ہین روز ہوتی تھی تکرار اُن مین
یون ہین چلتی رہتی تھی تلوار اُن مین

جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر مین دختر
تو خوفِ شماتت سے بے رحم مادر
پھرے دیکھتی جب تھی شوہر کے تیور
کہین زندہ گاڑ آتی تھی اُسکو جاکر
وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی
جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی

جو اُن کی ونرات کی دل لگی تھی
شراب اُنکی گھٹی مین گویا پڑی تھی
تعیش تھا غفلت تھی دیوانگی تھی
غرض ہر طرح اُنکی حالت بُری تھی
بس اس طرح دس اُنکو گذری تھی صدیان
کہ چھائی ہوئی نیکیون پر تھین بدیان

یکایک ہوئی غیرتِ حق کو حرکت
بڑھا جانبِ بوقبیس[1] ابرِ رحمت
ادا خاک بطحا[2] نے کی وہ ودیعت
چلے آتے تھے جسکی دیتے شہادت
ہوئی پہلوے آمنہ[3] سے ہویدا
دعاے[4] خلیل اور نویدِ مسیحا

ہوئے محو عالم سے آثار ظلمت
کہ طالع ہوا ماہِ بُرجِ سعادت
نہ چھٹکی مگر چاندنی ایک مُدت
کہ تھا ابر مین ماہتابِ رسالت
یہ چالیسوین سال لطفِ خدا سے
کیا چاند نے کھیت غارِ حرا[5] سے

وہ نبیون مین رحمت لقب پانیوالے
مُرادین غریبونکی بر لانے والے

(۱) یہ پہاڑ مکہ معظمہ سے جانب مشرق واقع ہو۔ مکہ اسکے نیچے عرب کی جانب آباد ہے۔
(۲) بطحا نے مکہ ایک مقام مکہ اور منے کے درمیان واقع ہو مگر بطحا کا اطلاق عموماً ارضِ مکہ پر کیا جاتا ہو بطحا عربی مین اُس زمین کو کہتے ہین جسمین سنگریزے کثرت سے ہون۔
(۳) آمنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کی والدۂ ماجدہ کا نام ہے۔
(۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا ہو کہ مین اپنے دادا ابراہیمؑ کی دعا اور اپنے بھائی عیسیٰؑ کی بشارت ہون۔ کیونکہ حضرت ابراہیمؑ نے جیساکہ سورۂ بقر کے رکوع ۱۵ مین مذکور ہو دعا کی تھی۔ کہ الٰہی مکہ والون مین ایک نبی اُنھین مین سے مبعوث کر اور حضرت عیسیٰؑ نے جیساکہ سورۂ صف کے پہلے رکوع مین اور انجیل یوحنا کے سولھوین باب مین ہو اپنے قوم کو بشارت دی تھی کہ میرے بعد ایک نبی آنے گا جسکا نام فارقلیط یعنے (احمد) ہوگا۔
(۵) کوہ حرا جو مکہ معظمہ سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے اُس مین ایک غار ہے جس مین آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم بعثت سے پہلے جاکر ذکر و فکر کیا کرتے تھے۔ اسی غار کو غار حرا کہتے ہین سب سے پہلے وحی الٰہی اسی غار مین نازل ہوئی تھی۔

مصیبت مین غیرونکے کام آنیوالے
وہ اپنے پرائے کا غم کھانیوالے
فقیرون کا ملجا ضعیفون کا ماویٰ
یتیمون کا والی غلامون کا مولےٰ

خطاکار سے درگذر کرنے والا
بد اندیش کے دلمین گھر کرنیوالا
مفاسد کا زیروزبر کرنے والا
قبائل کو شیروشکر کرنے والا
اُتر کر حرا سے سوے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

مسِ خام کو جسنے کندن بنایا
کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب جسپہ قرنون سے تھا جہل چھایا
پلٹ دی بس اک آن مین اسکی کایا
رہا ڈر نہ بیڑے کو موج بلا کا
اِدھر سے اُدھر پھر گیا رُخ ہوا کا

پڑی کان مین دھات تھی اک نکمی
نہ کچھ قدر تھی اور نہ قیمت تھی جسکی
طبیعت مین جو اسکی جوہر تھے اصلی
ہوے سب تھے مٹی مین ملکر وہ مٹی
یہ تھا ثابت علم قضا و قدر مین
کہ بنجائے گی وہ طلا اِک نظر مین

وہ فخر عرب زیب محراب و منبر
تمام اہل مکہ کو ہمراہ لیکر
گیا ایک دن حسب فرمان داور
سوئے دشت اور چڑھ کے کوہ صفا پر(۱)
یہ فرمایا سب سے کہ "اے آل غالب(۲)
سمجھتے ہو تم مجکو صادق کہ کاذب"

کہا سب نے "قول آجتک کوئی تیرا
کبھی ہمنے جھوٹا سنا اور نہ دیکھا"
کہا "گر سمجھتے ہو تم مجکو ایسا
تو باور کروگے اگر مین کہون گا"
کہ فوج گران پشتِ کوہ صفا پر
پڑی ہے کہ لوٹے تمھین گھات پاکر

کہا "تیری ہر بات کا یان یقین ہے
کہ بچپن سے صادق ہے تو اور امین ہے"
کہا "گر مری بات یہ دلنشین ہے
تو سُن لو" خلاف اسمین اصلا نہین ہے

(۱) صفا اور مروہ مکہ مین دو پہاڑیان ہین جنکے بیچ مین حاجیون کو سات بار پے در پے دوڑنے کا حکم ہے حضرت اسمٰعیل ع کی والدہ ماجدہ ہاجرہ پر جب یہان سخت حالت گذری تھی تو وہ قلق اور اضطراب مین اس مقام پر سرگشتہ و پریشان دوڑتی پھرتی تھین۔ اسی بناپر مسلمانون کو یہان دوڑنے کا حکم ہوا ہے۔

(۲) قریش کے اکثر قبائل خصوصاً بنی ہاشم اور بنی امیہ غالب کی اولاد ہین۔

کہ سب قافلہ یان سے ہے جانیوالا ‏ ‏ ڈرو اُس سے جو وقت ہے آنیوالا

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی ‏ ‏ عرب کی زمین جسنے ساری ہلادی
نئی اک لگن دلمین سب کے لگادی ‏ ‏ اک آواز مین سوتی بستی جگادی
پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے ‏ ‏ کہ گونج اُٹھے دشت وجبل نام حق سے

پیغمبر کی بعثت

سبق پھر شریعت کا اُنکو پڑھایا ‏ ‏ حقیقت کا گر اُنکو اک اک بتایا
زمانہ کے بگڑے ہوون کو بنایا ‏ ‏ بہت دنکے سوتے ہوون کو جگایا
کھُلے تھے نہ جو راز ابتک جہان پر ‏ ‏ وہ دکھلا دئے ایک پردہ اُٹھا کر

ضلالت اہل عالم

کسیکو ازل کا نہ تھا یاد پیمان ‏ ‏ بھُلائے تھے بندون نے مالک کے فرمان
زمانہ مین تھا دور صہبائے بُطلان ‏ ‏ مئے حق سے محرم نہ تھی بزم دوران
اچھوتا تھا توحید کا جام ابتک ‏ ‏ خُم معرفت کا تھا منہ خام ابتک

نہ واقف تھے انسان قضا اور جزا سے ‏ ‏ نہ آگاہ تھے مبدا و منتہا سے
لگائی تھی اک اک نے لَو ماسوا سے ‏ ‏ پڑے تھے بہت دور بندے خدا سے
یہ سنتے ہی تھرّا گیا گلہ سارا ‏ ‏ یہ راعی[1] نے للکار کر جب پکارا

توحید کی تعلیم

"کہ ہے ذات واحد عبادت کے لایق ‏ ‏ زبان اور دل کی شہادت کے لایق
اُسیکے ہین فرمان اطاعت کے لایق ‏ ‏ اُسی کی ہے سرکار خدمت کے لایق
لگاؤ تو لَو اُس سے اپنی لگاؤ ‏ ‏ جھُکاؤ تو سر اُس کے آگے جھکاؤ

اُسی پر بھروسہ ہمیشہ کرو تم ‏ ‏ اُسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم
اُسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم ‏ ‏ اُسی کی طلب میں مرو جب مرو تم
مبرّا ہے شرکت سے اُسکی خدائی ‏ ‏ نہین اُس کے آگے کسی کو بڑائی

خرد اور ادراک رنجور ہین وان ‏ ‏ مہ و مہر ادنی سے مزدور ہین وان
جہاندار مغلوب و مقہور ہین وان ‏ ‏ نبی اور صدیق[2] مجبور ہین وان

(۱) راعی بکریان چرانے والا۔ اس لفظ کا اطلاق انبیا پر اکثر کیا گیا ہے۔

(۲) صدیق انبیا پر سب سے پہلے ایمان لانے والے اور اپنی تمام زندگی راست بازی سے بسر کرنیوالے۔

نہ پرسش ہے رہبان و احبار کی وان ۔ نہ پروا ہے ابرار و احرار کی وان

نصاری[1] نے جسطرح کھایا ہے دھوکا ۔ کہ سمجھے وہ عیسے کو بیٹا خدا کا
مجھے تم سمجھنا نہ زنہار ایسا ۔ مری حد سے رتبہ بڑھانا نہ میرا

سب انساں ہین وان جسطرح سرفگندہ ۔ اسیطرح ہون مین بھی اک اُسکا بندہ

بنانا نہ تُربت کو میرے صنم تم ۔ نہ کرنا مری قبر پہ سر کو خم تم
نہین بندہ ہونے مین کچھ مجھسے کم تم ۔ کہ بیچارگی مین برابر ہین ہم تم

مجھے دی ہے حق نے بس اتنی بزرگی ۔ کہ بندہ[2] بھی ہون اُس کا اور ایلچی بھی"

اسیطرح دل اُن کا اک اک سے توڑا ۔ ہر اک قبلۂ کج سے منہ انکا موڑا
کہین ماسوا کا علاقہ نہ چھوڑا ۔ خداوند سے رشتہ بندونکا جوڑا

کبھی کے جو پھرتے تھے مالک سے بھاگے ۔ دیے سر جھکا اُن کے مالک کے آگے

پتا اصل مقصود کا پا گیا جب ۔ نشان گنج دولت کا ہاتھ آگیا جب
محبت سے دل اُنکا گرما گیا جب ۔ سمان اُنپہ توحید کا چھا گیا جب

سکھائے معیشت کے آداب اُنکو ۔ پڑھائے تمدن کے سب باب اُنکو

جتائی اُنھین وقت کی قدر و قیمت ۔ دلائی اُنھین کام کی حرص و رغبت
کہا "چھوڑ[3] دین گے سب آخر رفاقت ۔ ہون فرزند و زن اسمین یا مال و دولت

نچھوڑے گا پر ساتھ ہرگز تمھارا ۔ بھلائی مین جو وقت تمنے گذارا

غنیمت[4] ہے صحت علالت سے پہلے ۔ فراغت مشاغل کی کثرت سے پہلے
جوانی بڑھاپے کی زحمت سے پہلے ۔ اقامت مسافر کی رحلت سے پہلے

فقیری سے پہلے غنیمت ہے دولت ۔ جو کرنا ہے کرلو کہ تھوڑی ہے مہلت"

رہبان عیسائیونکے درویش ۔ احبار عیسائیونکے علمائے دین ۔ ابرار نیک بندے ۔ احرار جو لوگ خدا کے سوا سب چیزونسے آزاد اور بےتعلق ہین۔
(۱) اس حدیث کے الفاظ یہ ہین لاتطرونی کما اطرت النصارے ابن مریم فانما انا عبدہ فقولوا عبداللہ ورسولہ۔
(۲) جیسا کہ قرآن شریف مین ارشاد ہوا ہے "قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ" الخ
(۳) حدیث مین آیا ہے کہ یتبع المیت ثلثۃ فیرجع اثنان ویبقی معہ واحد ۔ یتبعہ اہلہ و مالہ و عملہ فیرجع اہلہ و مالہ و یبقی عملہ۔
(۴) اس حدیث کے لفظ یہ ہین اغتنم خمسا قبل خمس شبابک قبل ہرمک ۔ وصحتک قبل سقمک وغناک قبل فقرک ۔ وفراغک قبل شغلک وحیاتک قبل موتک۔

تعلیم معاش
وقت
فرصت

علم

یہ کہکر کیا[1] علم پر اُن کو شیدا | کہ ہین دور رحمت سے سب اہلِ دنیا
مگر دھیان ہے جنکو ہر دم خدا کا | ہے تعلیم کا یا سدا جن مین چرچا
اُنھین کے لئے یان ہے نعمت خدا کی | اُنھین پر ہے وان جا کے رحمت خدا کی"

ہمدردی

سکھائی اُنھین نوعِ انسان پہ شفقت | کہا[2] ہے یہ اِسلامیون کی علامت
کہ ہمسایہ سے رکھتے ہین وہ محبت | شب و روز پہونچاتے ہین اُسکو راحت
وہ جو حق سے اپنے لیے چاہتے ہین | وہی ہر بشر کے لیے چاہتے ہین

رحم

خدا[3] رحم کرتا نہین اُس بشر پر | نہو درد کی چوٹ جس کے جگر پر
کسیکے گر آفت گذر جائے سر پر | پڑے غم کا سایہ نہ اُس بے اثر پر
کرو مہربانی تم اہلِ زمین پر | خدا مہربان ہوگا عرشِ برین پر

تعصب

ڈرایا تعصب سے اُن کو یہ کہکر | کہ "زندہ رہا[4] اور مرا جو اسی پر
ہوا وہ ہماری جماعت سے باہر | وہ ساتھی ہمارا نہ ہم اُسکے یاور
نہین حق سے کچھ اُس محبت کو بہرا | کہ جو تم کو اندھا کرے اور بہرا"

پرہیزگاری

بچایا بُرائی سے اُنکو یہ کہکر | کہ "طاعت[5] سے ترکِ معاصی ہے بہتر
توسّع کا ہے ذات مین جنکے جوہر | نہونگے کبھی عابد اُن کے برابر
کرو ذکر اہلِ ورع کا جہان تم | نہ لو عابدون کا کبھی نام وان تم"

کمائی

غریبونکو محنت کی رغبت دلائی | کہ بازو[6] سے اپنے کرو تم کمائی
خبر تاکہ لو اُس سے اپنی پرائی | نہ کرنی پڑے تمکو در در گدائی
طلب سے ہے دنیا کی گر یان یہ نیت | تو چمکوگے وان ماہِ کامل کی صورت"

(۱) اس حدیث کے لفظ یہ ہین الا ان الدنیا ملعونة ملعون ما فیہا الا ذکر اللہ وما والاہ وعالم او متعلم۔
(۲) اس حدیث کے لفظ یہ ہین احسن الی جارک تکن مؤمنا واحب للناس ما تحب لنفسک تکن مسلما۔
(۳) یہ دو حدیثون کا ترجمہ ہے۔ لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس - ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء۔
(۴) یہ اس حدیث کا ماحصل ہے کہ لیس منا من دعا الی عصبیة ولیس منا من قاتل عصبیة ولیس منا من مات علی عصبیة۔ [illegible]
(۵) یہ اس حدیث کا ماحصل ہے کہ ذکر رجل عند رسول اللہ بعبادة واجتہاد وذکر آخر برعة فقال النبی لا تعدل بالرعة یعنی الورع۔
(۶) اس حدیث کے الفاظ یہ ہین من طلب الدنیا حلالا استعفافا عن المسئلة وسعیا علی اہلہ وتعطفا علی جارہ لقی اللہ تعالے یوم القیمة ووجہہ مثل القمر لیلة البدر۔

اغنیا

امیرون کو تنبیہ کی اس طرح پر — کہ ہین[1] تم مین جو اغنیا اور تونگر
اگر اپنے طبقے مین ہون سب سے بہتر — بنی نوع کے ہون مددگار و یاور
نہ کرتے ہون بے مشورت کام ہرگز — اُٹھاتے نہون بیدھڑک گام ہرگز

تو مردون سے آسودہ تر ہے وہ طبقہ — زمانہ مبارک ملے جس کو ایسا
پہ جب اہل دولت ہون اشرار دنیا — نہو عیش مین جنکو اورونکی پروا
نہین اُس زمانہ مین کچھ خیر و برکت — اِقامت سے بہتر ہے اُسوقت رحلت

اخلاق

دئیے پھیر دل اُنکے مکر و ریا سے — بھرا اُنکے سینہ کو صدق و صفا سے
بچایا اُنھین کذب سے افترا سے — کیا سرخرو خلق سے اور خدا سے
رہا قول حق مین نہ کچھ باک اُن کو — بس اِک شوب مین کر دیا پاک اُنکو

تمدن

کہین حفظ صحت کے آئین سکھائے — سفر کے کہین شوق اُنکو دلائے
مفاد اُن کو سوداگری کے سجھائے — اصول اُنکو فرماندہی کے بتائے
نشان راہ و منزل کا اک اک دکھایا — بنی نوع کا اُن کو رہبر بنایا

اثر تربیت

ہوئی ایسی عادت پہ تعلیم غالب — کہ باطل کے شیدا ہوئے حق کے طالب
مناقب سے بدلے گئے سب مثالب — ہوئے روح سے بہرہ ور اُنکے قالب
جسے راج[2] رد کر چکے تھے وہ پتھر — ہوا جاکے آخر کو قائم سرے پر

رحلت خاتم المرسلین

جب امت کو سب مل چکی حق کی نعمت — ادا کر چکی فرض اپنا رسالت
رہی حق پہ باقی نہ بندونکی حجت — نبی نے کیا خلق سے قصد رحلت
تو اسلام کی وارث اک قوم چھوڑی — کہ دنیا مین جسکی مثالین ہین تھوڑی

عہد خلافت

سب اسلام کے حکم بردار بندے — سب اسلامیونکے مددگار بندے
خدا اور نبی کے وفادار بندے — یتیمون کے بیوونکے غمخوار بندے

---

(۱) یہ اس حدیث کا ماحصل ہے اذا کان امرارکم خیارکم واغنیارکم سمحارکم وامورکم شوری بینکم فظہر الارض خیر لکم من بطنہا واذا کان امرارکم شرارکم واغنیارکم بخلاءکم وامورکم الے نسارکم فبطن الارض خیر لکم من ظہرہا۔

(۲) یہ اُس پیشین گوئی کیطرف اشارہ ہے جو انجیل متی کے باب ۲۱ مین ہے اور جسکو مسلمان بنی اسمعیل کے حق مین سمجھتے ہین۔

رہِ کفر و باطل سے بیزار سارے
نشے مین مئے حق کے سرشار سارے

جہالت کی رسمین مٹا دینے والے
کہانت کی بنیاد ڈھا دینے والے
سراحکامِ دین پر جھکا دینے والے
خدا کے لیے گھر لُٹا دینے والے
ہر آفت مین سینہ سپر کرنے والے
فقط ایک اللہ سے ڈرنے والے

اگر اختلاف اُنمین باہمدگر تھا
تو بالکل مدار اُسکا اخلاص پر تھا
جھگڑتے تھے لیکن نہ جھگڑونمین شر تھا
خلاف۔ آشتی سے خوش آیندہ تر تھا
یہ تھی موج پہلی اُس آزادگی کی
ہرا جس سے ہونے کو تھا باغِ گیتی

نہ کھانو نمین تھی وان تکلف کی کلفت
نہ پوشش سے مقصود تھی زیب و زینت
امیر اور لشکر کی تھی ایک صورت
فقیر اور غنی سبکی تھی ایک حالت
لگایا تھا مالی نے اِک باغ ایسا
نہ تھا جسمین چھوٹا بڑا کوئی پودا

خلیفہ تھے اُمت کے ایسے نگہبان
ہو گلہ کا جیسے نگہبان چوپان
سمجھتے تھے ذمی و مسلم کو یکسان
نہ تھا عبد و حُر مین تفاوت نمایان
کنیز اور بانو تھین آپس مین ایسی
زمانہ مین مان جائی بہنین ہون جیسی

رہِ حق مین تھی دوڑ اور بھاگ اُنکی
فقط حق پہ تھی جس سے تھی لاگ اُنکی
بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ اُنکی
شریعت کے قبضے مین تھی باگ اُنکی
جہان کردیا نرم نرما گئے وہ
جہان کردیا گرم گرما گئے وہ

کفایت جہان چاہیئے وان کفایت
سخاوت جہان چاہیئے وان سخاوت
چچی اور تُلی دشمنی اور محبت
نہ بے وجہ الفت نہ بے وجہ نفرت
جُھکا حق سے جو جھک گئے اُس سے وہ بھی
رُکا حق سے جو رُک گئے اُس سے وہ بھی

ترقی کا جب دم خیال اُن کو آیا
اِک اندھیر تھا ربع مسکون مین چھایا
ہر اک قوم پر تھا تنزل کا سایا
بلندی سے تھا جس نے سب کو گرایا
وہ نیشن[1] جو ہین آج گردون کے تارے
دُھندلکے مین پستی کے پنہان تھے سارے

[1] یعنی یورپ کی قومین۔ نیشن انگریزی مین قوم کو کہتے ہین۔

نہ ہنگامہ تھا گرم عبرانیون کا[1]
پراگندہ دفتر تھا یونانیون کا
نہ اقبال یاور تھا نصرانیون کا
پریشان تھا شیرازہ ساسانیون کا
جہاز اہل روما کا تھا ڈگمگاتا
چراغ اہل ایران کا تھا ٹمٹماتا

ادھر[2] ہند مین ہر طرف تھا اندھیرا
اُدھر تھا جہالت نے فارس کو گھیرا
کہ تھا گیان گن کالدایان سے ڈیرا
کہ دل سب نے کیش وکنش سے تھا پھیرا
نہ بھگوان کا گیان تھا گیانیون مین
نہ یزدان پرستی تھی یزدانیون مین

ہوا ہر طرف موج زن تھی بلا کی
عقوبت کی حد تھی نہ پُرسش خطا کی
گلو پر چھری چل رہی تھی جفا کی
پڑی لُٹ رہی تھی ودیعت خدا کی
زمین پر تھا ابر ستم کا دڑیڑا
تباہی مین تھا نوع انسان کا بیڑا

وہ قومین جو ہین آج غمخوار انسان
جہان عدل کے آج جاری ہین فرمان
درندونکی اور انکی طینت تھی یکسان
بہت دور پہونچا تھا وان ظلم وطغیان
بنے آج جو گلہ بان ہین ہمارے
وہ تھے بھیڑیے آدمی خوار سارے

ہنر کا جہان گرم بازار ہے اب
جہان علم و حکمت کی بھرمار ہے اب
جہان عقل و دانش کا ہوا رہا اب
جہان ہُن برستا لگاتار ہے اب
تمدُّن کا پیدا نہ تھا وان نشان تک
سمندر کی آئی نہ تھی موج وان تک

نہ رستہ ترقی کا ابتک کھُلا تھا
وہ صحرا اِنہین قطع کرنا پڑا تھا
نہ زینہ بلندی پہ کوئی لگا تھا
جہان نقش پا تھا نہ شورِ درا تھا
جو ہین کان مین حق کی آواز آئی
لگا کرنے خود اِنکا دِل رہنمائی

(۱) عبرانیون سے مراد یہود ہین۔ ساسان پسر دارا کی اولاد مین جو بادشاہ ہوتے وہ ساسانی کہلاتے ہین۔ روما اٹلی کا مشہور شہر ہے جوکہ دریاے ٹائبر کے بائین کنارہ بحیرۂ شام سے سولہ میل کے فاصلہ پر واقع ہی۔ رومیون کی شاہنشاہی کے عہد مین بھی شہر دارالسلطنت تھا۔ جہاز کو روما کے ساتھ اور چراغ کو عبدۃ النار یعنے قدماے اہل فارس کے ساتھ جو مناسبت ہے ظاہر ہے۔

(۲) زمانہ وسطی مین جوکہ حضرت عیسی سے لیکر ۱۵۰۰ مسیحی تک رہا تقریباً آٹھ سو برس تمام یورپ مین تاریکی اور اندھیرا چھایا رہا۔ ظلم اور بدنظمیان اور جہل اور ضلالت اور بے دیانتی تمام قومون پر غالب تھی یہی حال ایشیا اور افریقہ مین تھا اسوقت اسلام کی بدولت صرف عرب نے پُرانی دنیا کے ہر ایک کھونٹ مین روشنی پھیلائی تھی۔

مسلمانونکی ترقیات

گھٹا اِک پہاڑون سے بطحا کی اُٹھی — پڑی چار سو یک بیک دھوم جسکی
کڑک اور دمک دور دور اُسکی پہونچی — جو ٹیگس[1] پہ گرجی تو گنگا پہ برسی
رہے اُس سے محروم آبی نہ خاکی — ہری ہوگئی ساری کھیتی خدا کی

نشر توحید

کیا اُمّیون[2] نے جہان مین اوجالا — ہوا جس سے اسلام کا بول بالا
بُتون کو عرب اور عجم سے نکالا — ہر اک ڈوبتی ناؤ کو جا سنبھالا
زمانے مین پھیلائی توحید مطلق — لگی آنے گھر گھر سے آواز حق حق

ہوا غلغلہ نیکیون کا بدون مین — پڑی کھلبلی کفر کی سرحدون مین
ہوئی آتش آفسردہ آتشکدون مین — لگی خاک سی اُڑنے سب معبدون مین
ہوا کعبہ آباد سب گھر اُجڑ کر — جمے ایک جا سارے دنگل بچھڑ کر

نشر حیات

لیے علم و فن اُنسے نصرانیون نے — کیا کسب اخلاق روحانیون[3] نے
ادب اُنسے سیکھا صفاہانیون نے — کہا بڑھ کے لبیک یزدانیون نے
ہر اک دل سے رشتہ جہالت کا توڑا — کوئی گھر نہ دنیا مین تاریک چھوڑا

احیائے علوم

ارسطو[4] کے مُردہ فنون کو جلایا — فلاطون[5] کو پھر زندہ کر کے دکھایا
ہر اک شہر و قریہ کو یونان بنایا — مزا علم و حکمت کا سب کو چکھایا
کیا بر طرف پردہ چشمِ جہان سے — جگایا زمانے کو خوابِ گران سے

طلب علم

ہر اک میکدے سے بھرا جاکے ساغر — ہر اک گھاٹ سے آئے سیراب ہو کر
گرے مثل پروانہ ہر روشنی پر — گرہ مین لیا باندھ حکمِ پیمبر

(۱) اندس یعنی اسپین مین ٹیگس سے بڑی کوئی ندی نہین ہے اسکا طول تخمیناً ساڑھے پانسو میل ہے اراگون کی حد سے نکلی ہے اور اسپین مین بہتی جا رہی ہے۔

(۲) اُمّی اَن پڑھ کو کہتے ہین۔ عرب مین چونکہ قدیم سے تعلیم و تعلم کا رواج نہ تھا اسواسطے وہان کے باشندون کو اُمّی کہا گیا ہے۔

(۳) روحانیون سے وہ لوگ مراد ہین جو صرف روحانی تعلیم کو ضروری جانتے ہین۔ یزدانیون سے مجوسی لوگ مراد ہین۔

(۴) ارسطو یونان کے نہایت مشہور حکیمون سے۔ سکندر اعظم کا اُستاد اور افلاطون کا شاگرد ہے۔ حضرت عیسےٰ سے تین سو بائیس ۳۲۲ برس پہلے ترسٹھ ۶۳ برس کی عمر مین مرا۔

(۵) افلاطون اتھنز دار الخلافۃ یونان کا رہنے والا سقراط کا شاگرد ہے یہ بھی نہایت مشہور حکیم ہے اکیاسی برس کی عمر مین حضرت عیسےٰ سے تین سو اڑتالیس برس پہلے مرا۔

کہ حکمت[1] کو اک گم شدہ لال سمجھو | جہان پاؤ اپنا اُسے مال سمجھو"

ہر اک علم کے فن کے جویا ہوئے وہ | ہر اک کام مین سب سے بالا ہوئے وہ
فلاحت مین بے مثل و یکتا ہوئے وہ | سیاحت مین مشہور دنیا ہوئے وہ
ہر اک ملک مین اُن کی پھیلی عمارت | ہر اک قوم نے اُن سے سیکھی تجارت

بنا و تعمیر

کیا جا کے آباد ہر مُلک ویران | مہیا کئے سب کے راحت کے سامان
خطرناک تھے جو پہاڑ اور بیابان | اُنھین کر دیا رشک صحن گلستان
بہار اب جو دنیا مین آئی ہوئی ہے | یہ سب پود اُنھین کی لگائی ہوئی ہے

یہ ہموار سڑکین[2] یہ راہین مصفّا | دو طرفہ برابر درختون کا سایا
نشان جا بجا میل و فرسخ کے برپا | سرہ کوین اور سرائین مہیا
اُنھین کے ہین سب نے یہ چربے اُتارے | اسی قافلہ کے نشان ہین یہ سارے

سیر و سیاحت

سدا اُنکو مرغوب سیر و سفر تھا | ہر اک برّ اعظم[3] مین انکا گذر تھا
تمام اُنکا چھانا ہوا بحر و بر تھا | جو لنکا مین ڈیرا تو بربر[4] مین گھر تھا
وہ گنتے تھے یکسان وطن اور سفر کو | گھر اپنا سمجھتے تھے ہر دشت و در کو

جہان کو ہے یاد اُنکی رفتار اتبک | کہ نقش قدم ہین نمودار اتبک
ہین سیلون[5] مین اُنکے آثار اتبک | اُنھین رو رہا ہی ملیبار اتبک
ہمالہ کو ہین واقعات اُن کے ازبر | نشان اُنکے باقی ہین جبرالٹر پر

(۱) یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ الحکمۃ ضالۃ المومن فحیث وجدہا فہو احق بہا۔

(۲) شیر شاہ نے پانچ برس کی سلطنت مین ایک سڑک بنوائی جو چار مہینے کے رستہ مین پھیلی ہوئی تھی۔ اس سڑک پر سات سات کوس کے فاصلہ سے ایک ایک پختہ سرا بنوائی۔ سب سڑک جا بجا کوئین اور مسجدین بنوائین۔ ہر مسجد مین امام اور مؤذن مقرر کیا۔ ہر سرا مین مسلمان اور ہندو آدمی نوکر رکھے تاکہ سب کو آرام ملے سڑک کے دونو طرف درخت لگوائے کوس کوس بھر پر ایک ایک منارہ بنوایا جس سے رستہ کا اندازہ ہو۔

(۳) یعنے جتنے براعظم اسوقت تک انسان کو معلوم تھے۔ ایشیا۔ یورپ۔ آفریقہ سب مین عرب کا گذر تھا۔

(۴) افریقہ مین جو ایک صحرا تین ہزار میل لمبا ہے اسکے شمالی ملک کو بربر کہتے ہین۔

(۵) سیلون لنکا کو کہتے ہین۔ ہندوستان کے مغربی ساحل پر جو ملک ہی اُسے ملیبار کہتے ہین۔ سیلون اور ملیبار مین ابتک عرب کی نسل موجود ہی۔ جبرالٹر کو عرب جبل طارق اور جبل الفتح کہتے ہین۔ ابو عبد الرحمن موسیٰ بن نصیر نے جب اپنے غلام طارق کو اندلس کی مہم پر بھیجا تو وہ اول اسی پہاڑ پر پہونچا تھا گویا پہاڑ فتح اندلس کا دروازہ تھا اسی لئے اسکے یہ دونو نام رکھے گئے۔

آثار صنادید اسلام

نہین اس[1] طبق پر کوئی بر اعظم
عرب - ہند - مصر - اندلس نام دیلم
سرِ کوہ[۲] آدم سے تا کوہ بیضا
ملے گا جہان جاؤگے کھوج اُن کا

نہون جسمین اُنکی عمارات محکم
بناؤن سے ہے اُنکی معمور عالم

خلافت اندلس

وہ سنگین محل اور وہ اُنکی صفائی
وہ مرقد کہ گنبد تھے جنکے طلائی
زمانے نے گو اُنکی برکت اُٹھائی
نہین کوئی ویرانہ پر اُن سے خالی

جمی جنکی کھنڈرون پہ ہے آج کائی
وہ معبد جہان جلوہ گر تھی خدائی

ہوا اندلس[۲] انسے گلزار یکسر
جو چاہے کوئی دیکھ لے آج آکر
کہ تھے آل عدنان[۳] سے میرے بانی
مین ہون اس زمین پر عرب کی نشانی

جہان اُنکے آثار باقی ہین اکثر
یہ ہے بیت حمرا کی گویا زبان پر

ہویدا ہے غرناطہ[۳] سے شوکت اُنکی
بطلیوس[۳] کو یاد ہے عظمت اُنکی

عیان ہے بلنسیہ[۳] سے قدرت اُنکی
ٹپکتی ہے قادس[۳] مین سر حسرت اُنکی

(۱) اس طبق کا اشارہ زمین کے نصف کرہ علیا کی طرف ہے جسمین ہم موجود ہین - دیلم[۱] گیلان کے پاس ایک پہاڑی ملک بحیرہ کیسپین کے جنوب مین واقع ہے پہلے یہ دونون مُلک ایران کے حدود مین شامل تھے اب روس کے ماتحت ہین - لنکا[۲] جو سلسلہ پہاڑونکا ہے اُسمین سب[۲] اونچی چوٹی قلہ آدم یا کوہ آدم ہے - کوہ بیضا[۲] اندلس مین جسکو اہل یورپ کرا البیڈ[۱] کہتے ہین - چونکہ اسکی چوٹی برف سے سفید رہتی ہے اسلئے عرب اسکو قلعہ بیضا کہتے تھے - اور اسکا قدیم نام سٹرا ہے -

(۲) اندلس یعنے اسپین مین سات سو برس تک عیسائی قوم مسلمانونکی محکوم رہی - یہ عمارت[للعت] شہر گرنیڈا مین جسکو عرب غرناطہ کہتے ہین اہل اسلام کی بڑی یادگار ہے خلفاء بنی امیہ مین سے دوسرے خلیفہ کے عہد مین تیار ہوئی تھی اور اٹھارہوین خلیفہ کے عہد مین اہل اسپین نے مسلمانون سے چھین لی - بنی امیہ[۲] اور بنی ہاشم سب عدنان کی اولاد ہین اسی لئے خلفاے اندلس کو جو کہ بنی امیہ تھے آل عدنان کہا گیا -

(۳) غرناطہ (گرنیڈا) اندلس مین نہایت خوش سواد اور خوش اسلوب شہر ہے - اندلس کا ایک صوبہ جسمین غرناطہ ہے اسی نام سے مشہور ہے - ابو علی عمر دبن محمد شلوبینی امام نحو اسی صوبہ کا رہنے والا ہے بلنسیہ[۲] (ولنسیہ) اندلس کے شرقی حصہ مین ایک نہایت عمدہ شہر ہے جسکا سواد باغون اور نہرون سے مالامال ہے - بطلیوس[۲] (بدجور) قرطبہ سے شمال مغرب مین چھ دن کے فاصلہ پر بہت بڑا شہر ہے اسمین متوکل ابن عمر افطش نے نہایت عالیشان عمارتین بنوائی تھین ابن قلاس نے اسکی یاد مین بہت حسرتناک شعر لکھے ہین - قادس[۲] جسکو انگریزی مین کیڈس بولتے ہین اندلس مین ایک چھوٹا سا جزیرہ بارہ میل لمبا خلیج زقاق (بی آف کیڈس) کے متصل واقع ہے -

خلافت بغداد

نصیب انکا اشبیلیہ مین ہے سوتا
شب و روز ہے قرطبہ اِن کو روتا
کوئی قرطبہ کے کھنڈر جا کے دیکھے
حجازی امیرون کے گھر جا کے دیکھے
مساجد کے محراب و در جا کے دیکھے
خلافت کو زیر و زبر جا کے دیکھے
جلال اُنکا کھنڈرون مین ہے یون چمکتا
کہ ہو خاک مین جیسے کُندن دمکتا

وہ مشہور پاتخت(۱) عباسیون کا
تر و خشک پر جسکا پڑتا تھا سایا
لب دجلہ اُڑتا تھا جس کا پھریرا
عراقِ عرب جسپہ تھا فخر کرتا
ہوئی سرنگون جسکی مدت سے جھنڈی
ہے جو آج کل اِک تجارت کی منڈی

سُنے گوش عبرت سے گر جا کے انسان
کہ تھا جن دنون حمرِ اسلام تابان
تو وان ذرّہ ذرّہ یہ کرتا ہے اعلان
ہوا یان کی تھی زندگی بخش دوران
پڑی خاک ایتھنز(۲) مین جان یہین سے
ہوا زندہ پھر نام یونان یہین سے

اشبیلیہ (سویل) اندلس کی دار الخلافتون مین سے ہے اور قرطبہ سے چار دن کے فاصلہ پر واقع ہے
قرطبہ (کارڈوا) اندلس کا نہایت نامی اور بہت بڑا شہر ہے اسکی فصیل پتھر کی ہے۔ اسمین سولہ سو مسجدین اور نو سو حمام اور پچاس شفاخانے اور اسّی مدرسے خلفاے اُمویہ کے عہد مین تھے ناصر اُموی نے اسکے غرب مین ایک شہر بالاے کوہ آباد کیا تھا جس کا نام زہرا رکھا اور جس کا ذکر سید علی قرطبی نے اپنے مرثیہ مین کیا ہے۔

(۱) اِس سے مراد بغداد ہے جو ۱۳۲ھ سے ۶۵۶ھ تک عباسیون کا دار الخلافت رہا۔ یہ شہر عراق عرب مین دجلہ کے دونون کنارون پر آباد ہے غربی کنارے کی آبادی کو کرخ کہتے ہین اور شرقی عسکر مہدی اور رصافہ۔ عراق عرب وہ ملک ہے جسکے غرب مین زمین جزیرہ (مابین دجلہ و فرات) اور شرق مین بلاد کوہستان یعنے عراق عجم ہے۔ اس کے مشہور شہر قادسیہ۔ کوفہ۔ بغداد۔ مدائن۔ بابل۔ نہروان۔ واسط۔ بصرہ وغیرہ ہین۔

(۲) یہ شہر قدیم سے یونان کا دار الحکومت ہے یونان کے بڑے بڑے حکیم اور مقنن اسی شہر کے تھے اسیواسطے عرب اسکو مدینۃ الحکما کہتے ہین۔ خلفاے عباسیہ نے صرف یونان ہی کا نام زندہ نہین کیا بلکہ اُن کے عہد مین رومی فارسی سنسکرت سریانی وغیرہ کے بے شمار ترجمے عربی زبان مین ہوئے ابو جعفر منصور نے ایلچی بھیج کر قیصر روم سے کتب حکمیہ کی نقلین اور ترجمے منگائے۔ تحریر اقلیدس مجسطی کلیلہ دمنہ کا ترجمہ کرایا رشید نے اکثر علوم مین بڑی بڑی کتابین لکھوائین۔ مامون نے جزیرہ قبرس سے یونانی فلسفہ کی بہت سی کتابین بہم پہونچائین اور یورپ مین جہان کہین کتابون کا پتا لگا وہان سے طلب کین۔

وہ لقمانؔ(۱) و سقراطؑ کے دُرِّ مکنون — وہ اسرارِ بقراط و درسِ فلاطون
ارسطو کی تعلیم سولنؑ کے قانون — پڑے تھے کسی قبرِ کہنہ مین مدفون
یہین آکے مُہرِ سکوت ان کی ٹوٹی — اسی باغِ رعنا سے بو اُن کی پھوٹی

یہ تھا علم پر وان توجہ کا عالم — کہ ہو جیسے مجروح جویائے مرہم
کسی طرح پیاس اُنکی ہوتی نہین کم — بجھاتا تھا آگ اُنکی بارانِ شبنم
حریمِ خلافت مین اونٹون پہ لد کر — چلے آتے تھے مصر و یونان کے دفتر

وہ تارے جو تھے شرق مین لمعہ افگن — یہ تھا اُنکی کرنون سے تا غرب روشن
نوشتون سے ہین جنکے ابتک مُزیّن — کتب خانۂ پیرس و روم و لندن
پڑا غلغلہ جنکا تھا کشورون مین — وہ سوتے ہین بغداد کے مقبرون مین

وہ سنجار(۲) کا اور کوفہ کا میدان — فراہم ہوئے جسمین مسّاحِ دوران
کُرہ کی مساحت کے پھیلا سامان — ہوئی جزو سے قدرِ کُل کی نمایان
زمانہ وہان آج تک نوحہ گر ہے — کہ عباسیون کی سبھا وہ کدھر ہے

سمرقند(۳) سے اندلس تک سراسر — انھین کی رصدگاہین تھین جلوہ گستر

(۱) لقمان ایک نامی فصیح و بلیغ ہے جو حضرت عیسیٰؑ سے تقریباً چھ سو برس پہلے یونان مین ہوا ہے - اسکی کہانیان جنکو عرب امثال لقمان کہتے ہین بیسیون زبانون مین ترجمہ ہوئی ہین یورپ کے مورخ کہتے ہین کہ یہی کہانیان ہین جنھون نے وحشیونکو شایستہ اور ظالمون کو رحم دل اور سرکشون کو فرمانبردار بنایا ہے آخر مقام ڈلفی مین اسپر لامذہبی کا الزام لگایا گیا اور پہاڑ سے نیچے گراکر مار دیا۔ سقراطؑ ایتھنز کا رہنے والا نہایت مشہور حکیم اور نوع انسان کا رہنما اور خیرخواہ ہے اسکے وعظ اور نصیحت کی تمام یونانیون مین دھوم تھی۔ لوگون نے اسکے اقوال نہایت سعی وکوشش سے جمع کیے۔ حضرت عیسےؑ سے چارسو برس پہلے اسکو زہر دیا گیا اور اسی مین وفات پائی۔ سولنؑ ایتھنز کا رہنے والا تھا - یہ اور لائی کرگس یونان کے مشہور مقنّن ہین -

(۲) زمین جزیرہ (مابین دجلہ وفرات) مین جو سرزمین دیار ربیعہ کے نام سے مشہور ہے سنجار اُسکا ایک قدیم مشہور شہر ہے - یہان ایک بہت بڑا کف دست میدان ہے جسکو عرب بریّہ کہتے ہین - ایک بار اس میدان مین اور دوسری بار کوفہ کے میدان مین مامون بن رشید کے حکم سے مہندس لوگ جمع ہوئے اور کرہ ارض کے ایک درجہ دائرہ عظیم کی پیمایش کی اور محیط کرہ کو چوبیس ہزار میل مشخص کیا۔ موسیٰ بن شاکر کے چارون بیٹے جنکی کتاب حیل بنی موسے مشہور ہے یعنے ابوجعفر محمد۔ احمد حسین - اس کام پر بھیجے گئے تھے۔

(۳) سمرقند، اندلس کی رصدگاہون کے کھنڈر ابتک موجود ہین -

سوادِ مراغہ مین اور قاسیون پر
زمین سے صدا آ رہی ہے برابر
کہ جنکی رصد کے یہ باقی نشان ہین
وہ اسلامیون کے منجم کہان ہین

مؤرخین

مؤرخ[1] ہین جو آج تحقیق والے
تفحص کے ہین جنکے آئین نرالے
جنھون نے ہین عالم کے دفتر کھنگالے
زمین کے طبق سر بسر چھان ڈالے
عرب ہی نے دل اُنکے جا کر اُبھارے
عرب ہی سے وہ بھرنے سیکھے ترارے

اندھیرا تواریخ پر چھا رہا تھا
ستارہ روایت کا گہنا رہا تھا
درایت کے سورج پہ ابر آ رہا تھا
شہادت کا میدان دُھندلا رہا تھا
سر رہ چراغ اک عرب نے جلایا
ہر اک قافلہ کا نشان جس سے پایا

محدثین

گروہ[2] ایک جویا تھا علم نبی کا
لگایا پتا جس نے ہر مفتری کا
نہ چھوڑا کوئی رخنہ کذب خفی کا
کیا قافیہ تنگ ہر مدعی کا
کیے جرح و تعدیل کے وضع قانون
نہ چلنے دیا کوئی باطل کا افسون

اسی دُھن مین آسان کیا ہر سفر کو
اسی شوق مین طے کیا بحر و بر کو
سنا خازن علم دین جس بشر کو
لیا اُس سے جا کر خبر[3] اور اثر کو
پھر آپ اُسکو پرکھا کسوٹی پہ رکھ کر
دیا اور کو خود مزا اُس کا چکھ کر

مراغہ آذربیجان مین مروان بن محمد کا آباد کیا ہوا شہر ہے - اس شہر کے باہر ایک بلندی پر ہلاکو خان نے اپنے عہد مین خواجہ نصیر الدین طوسی وغیرہ سے ایک رصدگاہ بنوائی تھی - قاسیون دمشق کے شمال مین ایک پہاڑ ہے - مشہور ہے کہ قابیل نے ہابیل کو یہین قتل کیا تھا - مامون رشید نے سنہ ۲۱۴ ہجری مین قاسیون اور بغداد مین خالد بن عبد الملک وغیرہ سے رصدگاہین بنوانی شروع کی تھین سنہ ۲۱۸ مین جب وہ مر گیا تو وہ رصدین ناتمام چھوڑ دی گئین - پھر شرف الدولہ بن عضد الدولہ نے بغداد مین ویجن بن دستم کوہی وغیرہ سے رصد بنوائی -

(۱) یعنی اہل یورپ جو آج علم تاریخ مین تمام عالم پر فائق ہین اور جنھون نے علم لسان اور علم جیولوجی اور مختلف قومونکی قدیمی مذہبی کتابون سے زمانہ قدیم کے حالات استخراج کیے ہین اس فن مین اُنکے اقرار کے موافق اُنکے اُستاد عرب ہی تھے -

افسوس ہے کہ عرب کی تاریخی کتابین مسلمانون مین نہین پائی جاتین بلکہ انگلستان - جرمنی - فرانس اور روم کے کتب خانون مین وفر کے وفر موجود ہین - ابو راشد - حاجی خلفہ - ابن بطوطہ - ابن العاثر محریطی - مسعودی - طبری - حمزہ اصفہانی وغیرہ وغیرہ انمین سے ایک کی کتاب بھی ہم نے کبھی نہین دیکھی مگر یہ سب بے بہا نسخے یورپ کے کتب خانون مین جابجا موجود ہین -

(۲) اس گروہ سے مراد محدثین اہل اسلام ہین - جرح محدثین کی اصطلاح مین کسی راوی کو بے پروا یا بدحافظہ جھوٹا یا جعل ساز وغیرہ ثابت کرنا ہے اور تعدیل کسی راوی کو مقبول یا قوی الحفظ یا سچا یا معتمد علیہ وغیرہ ٹھہرانا -

(۳) خبر اور اثر حدیث کی قسمین ہین -

کیا فاش راوی مین جو عیب پایا | [1] مناقب کو چھانا مثالب کو تایا
مشایخ مین جو قبح نکلا جتایا | ائمہ مین جو داغ دیکھا بتایا
طلسم ورع ہر مقدس کا توڑا | نہ مُلّا کو چھوڑا نہ صوفی کو چھوڑا

[2] رجال اور اسانید کے جو ہین دفتر | گواہ اُنکی آزادگی کے ہین یکسر
نہ تھا اُنکا احسان یہ اک اہل دین پر | وہ تھے اسمین ہر قوم و ملت کے رہبر
لبرٹی مین جو آج فائق ہین سب سے | بتا ئین کہ لبرل بنے ہین وہ کب سے

فصاحت کے دفتر تھے سب گاؤ خوردہ | بلاغت کے رستے تھے سب ناسپردہ
اِدھر روم کی شمع انشا تھی مُردہ | اِدہر آتش پارسی تھی فسُردہ
[3] یکایک جو برق آکے چمکی عرب کی | کھلی کی کھلی رہ گئی آنکھ سب کی

عرب کی جو دیکھی وہ آتش زبانی | سُنی برمحل اُنکی شیوا بیانی
وہ اشعار کی دلمین ریشہ دوانی | وہ خطبون کی مانند دریا روانی
وہ جادو کے جملے وہ فقرے فسون کے | تو سمجھے کہ گویا ہم ابتک تھے گونگے

سلیقہ کسیکو نتھا مدح و ذم کا | نہ ڈھب یاد تھا شرح شادی و غم کا
نہ انداز تلقین و وعظ و حکم کا | خزانہ تھا مدفون زبان اور قلم کا

(۱) مناقب خوبیان مثالب عیوب - محدثین نے راویون کے حالات بیان کرنے مین انصاف اور آزادی کا پورا پورا حق ادا کیا ہی - اگر پرہیزگارون مین کوئی واقعی عیب دیکھا اُسے ظاہر کردیا اور اگر فاسقون مین کوئی خوبی پائی اُسے بھی اخفا نہین کیا - یہ طریقہ بھی اہل یورپ نے عرب ہی سے سیکھا -

(۲) رجال سے مراد علم رجال ہے جسمین عالمون اور حدیث کے راویون کا حال نہایت صحت سے لکھا گیا ہی اور اسانید سے مراد علم حدیث ہی جس مین متن حدیث کے ساتھ ایک ایک ادی کا نام ذکر کیا گیا ہے ڈاکٹر اسپرنگر صاحب نے لکھا ہی کہ "علم رجال پر مسلمان جتنا فخر کرین بجا ہے - نہ ایسی کوئی قوم گذری اور نہ اب ہے جسنے مسلمانونکی طرح بارہ سو برس تک علمار کے حالات زندگی لکھے ہون ہمکو پانچ لاکھ مشہور عالمون کا تذکرہ ان کتابون سے ملسکتا ہے"۔

لبرٹی انگریزی مین آزادی کو اور لبرل آزاد کو کہتے ہین -

(۳) فصاحت بلاغت عرب کا ذاتی جوہر تھا معرکہ جنگ مین اُنکی تقریرون سے مبارزونکے دل بڑھتے تھے اور مخالفون کے جی چھوٹ جاتے تھے انکی زبانین تھین جو لڑائیون مین تیر دسنان کا کام دیتی تھین - جان ڈیون پورٹ نے لکھا ہی کہ عرب کے علم ادب نے روم اور یونان کے علم ادب مین از سر نو جان ڈالی تھی" اورینٹل ٹرنسلیشن کمیٹی کی پہلی تجویز مین اس بات کا اعتراف کیا گیا ہے کہ فن ادب اور خصوصاً قصص و حکایات مین کوئی عرب سے بڑھکر نہین ہوا۔ اہل یورپ کے ہان جواب اسپیچ کا دستور ہی جو کہ عام جلسون اور قومی مجمعون مین اور لڑائی وغیرہ کے موقون پر کیجاتی ہی غالباً اندلس کے مسلمانون سے اُنکے ہان پہونچی ہے -

نواسنجیان اُنسے سیکھین ہین سب نے
زبان کھولدی سب کی نُطق عرب نے

زمانہ مین پھیلی طب انکی بدولت
ہوئی بہرہ ور جس سے ہر قوم و ملت
نہ صرف ایک مشرق مین تھی انکی شہرت
مسلّم تھی مغرب تک انکی حذاقت
سلرنون[1] مین جو ایک نامی مطب تھا
وہ مغرب مین عطار مُشک عرب تھا

ابوبکر[2] رازی - علی ابن عیسیٰ
حکیم گرامی حسین ابن سینا
حُنین ابن اسحٰق قسیس دانا
ضیاء ابن بیطار راس الاطبا
انھین کے ہین مشرق مین سب نام لیوا
انھین سے ہوا پار مغرب کا کھیوا

غرض فن ہین جو مایۂ دین و دولت
طبیعی الٰہی ریاضی و حکمت
طب اور کیمیا ہندسہ اور ہیئت
سیاحت تجارت عمارت فلاحت
لگاؤ گے کھوج انکا جا کر جہان تم
نشان اُنکے قدمون کے پاؤ گے وان تم

ہوا گو کہ پامال بُستان عرب کا
مگر اک جہان[3] ہی غزل خوان عرب کا
ہرا کر گیا سب کو باران عرب کا
سپید و سیہ پر ہی احسان عرب کا

(۱) سلرنو۔ نیپلس صوبہ اٹلی کا مشہور شہر ہے - وہان مسلمانون کا ایک نامی گرامی مدرسہ تھا جس مین طب کی علمی و عملی تعلیم ہوتی تھی اور تمام یورپ سے لوگ طب سیکھنے کو یہان آتے تھے (رسالہ کوسس موسس مصنفہ ہنرلٹ جلد ۲)

(۲) اسکی تصنیفات ۱۱۳ ضبط کی گئی ہین جن مین سے اکثر طب مین ہین - اول رَے مین اور پھر بغداد مین مدتون علاج کیا اور آخر عمر مین اندھا ہوگیا ۳۰۲ھ ہجری مین وفات پائی - علی بن عیسیٰ کو چیمبرس کی سائیکلوپیڈیا مین نہایت نامی اطباء اسلام مین سے شمار کیا ہے - ابو علی الحسین کا قانون صدہا برس تک یورپ کے مدرسون مین پڑھا گیا ہے - اسکی تصنیفات مختلف علوم مین چالیس کے قریب شمار کی گئی ہین جنمین سے کتاب حاصل و محصول کی ۲۰ شفا کی ۱۸ قانون کی ۱۴ کتاب الانصاف کی ۲۰ لسان العرب کی ۱۰ جلدین نہایت ضخیم ہین ۴۲۸ھ ہجری مین اٹھاون برس کی عمر مین مرا اور ہمدان مین مدفون ہوا - حنین عبادان کا رہنے والا عیسائی مذہب بہت بڑا نامی طبیب ہے - چونکہ اسنے خلفائے عباسیہ کے یہان نشو و نما پائی تھی اور متوکل کے عہد مین سررشتہ ترجمہ کا افسر ہی تھا اور اُسکا وطن بھی عراق عرب تھا اسلئے حکمائے اسلام مین شمار کیا گیا ہے - ضیاء الدین ابن بیطار اندلسی علم نباتات مین بے مثل دیکتا تھا نباتات کی تحقیقات مین دور دور کے سفر کیے ادویہ مفردہ کے بیان مین اکثر کتابون کا ماخذ اس کے تصنیفات ہین مصر کے تمام حکیم اسکو اپنا پیشوا جانتے تھے ۶۴۶ھ مین وفات پائی -

(۳) یورپ کے نامی مورخ مثل اڈورڈ گبن - ہنری لوئیس - ڈاکٹر ہیلی - سڈیو فرانسیسی - سکندر ہمبلٹ وغیرہ وغیرہ اسبات کے معترف ہین کہ ہمارے فضل و کمال کا سرچشمہ عرب تھا -

عرب کی فضیلت

وہ قومیں جو ہیں آج سرتاج سب کی
رہے جبتک ارکان اسلام برپا
رہا میل سے شہد صافی مصفّا

گنونڈی رہیں گی ہمیشہ عرب کی
چلن اہلِ دین کا رہا سیدھا سادا
رہی کھوٹ سے سیم خالص مبرّا

تنزل اہل اسلام

نہ تھا کوئی اسلام کا مرد میدان
پہ گدلا ہوا جبکہ چشمہ صفا کا
رہا سر پہ باقی نہ سایہ ہما کا

علم ایک تہا شش جہت میں درخشان
گیا چھوٹ سر رشتہ دینِ ہدٰا کا
وہ پورا ہوا عہد تھا جو خدا کا

کہ "ہم نے بگاڑا نہین کوئی ابتک
بُرے اُنپہ وقت آکے پڑنے لگے اب
بھرے اُنکے میلے بچھڑنے لگے اب

وہ بگڑا نہین آپ دنیا مین جبتک
وہ دنیا مین بس کر اُجڑنے لگے اب
بنے تھے وہ جیسے بگڑنے لگے اب

ہری کھیتیان جل گئین لہلہا کر
نہ ثروت رہی انکی قائم نہ عزت
ہوئے علم و فن انسے اک ایک رخصت

گھٹا کھُل گئی سارے عالم مین چھا کر
گئے چھوڑ ساتھ اُنکا اقبال و دولت
مٹین خوبیان ساری نوبت بنوبت

تمثیل اقبال و ادبار

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
ملے کوئی ٹیلہ اگر ایسا اونچا
چڑھے اُسپہ پھر اک خرمند دانا

اِک اسلام کا رہگیا نام باقی
کہ آتی ہو واں سے نظر ساری دنیا
کہ قدرت کے دنگل کا دیکھے تماشا

تمثیل حالت اسلام

تو قومون مین فرق اسقدر پائیگا وہ
وہ دیکھیگا ہر سو ہزارون چمن وان
بہت اُنسے کمتر پہ سر سبز و خندان

کہ عالم کو زیر و زبر پائے گا وہ
بہت تازہ تر صورتِ باغ رضوان
بہت خشک اور بے طراوت مگر بان

نہین لائے گو برگ و بار اُنکے پودے
پھر اک باغ دیکھے گا اُجڑا سراسر
نہین تازگی کا کہین نام جسپر

نظر آتے ہین ہونہار اُن کے پودے
جہان خاک اُڑتی ہے ہر سو برابر
ہری ٹہنیان جھڑ گئین جسکی جلکر

نہین پھول پھل جس مین آنے کے قابل
ہوئے روکھ جسکے جلانے کے قابل

[1] جیسا سورۂ رعد مین وارد ہے کہ "ان اللہ لایغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم" یعنی خدا تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو نہین بدلتا جب تک وہ آپ اپنی حالت نہین بدلتی۔

جہان زہر کا کام کرتا ہو باران — جہان آکے دیتا ہے رو ابر نیسان
تردد سے جو اور ہوتا ہو ویران — نہین راس جسکو خزان اور بہاران
یہ آواز پیہم وہان آرہی ہے — کہ اسلام کا باغ ویران یہی ہے

وہ دینِ حجازی کا بیباک بیڑا — نشان جسکا اقصائے عالم مین پہونچا
مزاحم ہوا کوئی خطرہ نہ جس کا — نہ عمان[1] مین ٹھٹکا نہ قلزم مین جھجکا
کئے پے سپر جسنے ساتون سمندر — وہ ڈوبا دہانے مین گنگا کے آکر

اگر کان دھر کے سنین اہل عبرت — تو سیلون سے تا بہ کشمیر و تبت
زمین رو کھ بن پھول پھل ریت پربت — یہ فریاد سب کر رہے ہین بہ حسرت
کہ "کل فخر تھا جنسے اہل جہان کو — لگا اُنسے عیب آج ہندوستان کو

خطاب بہ سلاطین قوم

حکومت نے تمسے کیا گر کنارا — تو تمسین نہ تھا کچھ تمھارا اجارا
زمانہ کی گردش سے ہو کسکو چارا — کبھی یان سکندر کبھی یان ہے دارا
نہین بادشاہی کچھ آخر خدائی — جو ہے آج اپنی تو کل ہے پرائی

ہوئی مقتضی جبکہ حکمت خدا کی — کہ تعلیم جاری ہو خیر الورا کی
پڑی دھوم عالم مین دین ہُدا کی — تو عالم کی تمکو حکومت عطا کی
کہ پھیلاؤ دنیا مین حکمِ شریعت — کرو ختم بندون پہ مالک کی حجت

سبب زوال سلطنت اسلام

ادا کر چکی جب حق اپنا حکومت — رہی اب نہ اسلام کو اُسکی حاجت
مگر حیف اے فخر آدم کی امت — ہوئی آدمیت بھی ساتھ اسکے رخصت
حکومت تھی گویا کہ ایک جھول تمپر — کہ اُڑتے ہی اُسکے نکل آئے جوہر

حاکم و محکوم قومین

زمانہ مین ہین ایسی قومین[2] بہت سی — نہین جنمین تخصیص فرماندہی کی
پر آفت کہین ایسی آئی نہو گی — کہ گھر گھر پہ یان چھا گئی آکے پستی
چکور اور شہباز سب اوج پر ہین — مگر ایک ہم ہین کہ بے بال و پر ہین

(۱) خلیج عمان عرب اور بلوچستان کے درمیان ہے۔ رڈسی یعنی بحر احمر کو قلزم کہتے ہین۔
(۲) جیسے پارسی۔ یہودی۔ ہندو وغیرہ۔ چکور سے محکوم اور شہباز سے حاکم قومین مراد ہین۔

وہ ملت کہ گردون پہ جسکا قدم تھا
وہ فرقہ (قوم) جو آفاق مین محترم تھا
ہر ایک کھونٹ مین جسکا برپا علم تھا
وہ امت لقب جسکا خیر الامم تھا
نشان اسکا باقی ہے صرف اسقدر یان
کہ گنتے ہین اپنے کو ہم بھی مسلمان

وگرنہ ہماری رگون مین لہو مین
دلون مین زبانون مین اور گفتگو مین
ہمارے ارادون مین اور جستجو مین
طبیعت مین فطرت مین عادت مین خو مین
نہین کوئی ذرہ نجابت کا باقی
اگر ہو کسی مین تو ہے اتفاقی

ہماری ہر اک بات مین سفلہ پن ہے
لگا نام آبا کو ہم سے گہن ہے
کمینون سے بدتر ہمارا چلن ہے
ہمارا قدم ننگ اہل وطن ہے
بزرگون کی توقیر کھوئی ہے ہم نے
عرب کی شرافت ڈبوئی ہے ہم نے

نہ قومون مین عزت نہ جلسون مین وقعت
مزاجون مین سستی دماغون مین نخوت
نہ اپنون سے الفت نہ غیرون سے ملت
خیالون مین پستی کمالون سے نفرت
عداوت نہان دوستی آشکارا
غرض کی تواضع غرض کی مدارا

نہ اہل حکومت کے ہمراز ہین ہم
نہ علمون مین شایان اعزاز ہین ہم
نہ درباریون مین سرفراز ہین ہم
نہ صنعت مین حرفت مین ممتاز ہین ہم
نہ رکھتے ہین کچھ منزلت نوکری مین
نہ حصہ ہمارا ہے سوداگری مین

تنزل نے کی ہے بری گت ہماری
گئی گذری دنیا سے عزت ہماری
بہت دور پہونچی ہے نکبت ہماری
نہین کچھ ابھرنے کی صورت ہماری
پڑے ہین اک امید کے ہم سہارے
توقع پہ جنت کے جیتے ہین سارے

سیاحت کی گون ہین نہ مرد سفر ہین
یہ دیوارین گھر کی جو پیش نظر ہین
خدا کی خدائی سے ہم بے خبر ہین
یہی اپنے نزدیک حد بصر ہین
ہین تالاب مین مچھلیان کچھ فراہم
وہی انکی دنیا وہی ان کا عالم

بہشت اور ارم سلسبیل اور کوثر
اسیطرح کے اور بھی نام اکثر
پہاڑ اور جنگل جزیرے سمندر
کتابون مین پڑھتے رہے ہین برابر

پہ جبتک نہ دیکھین کہین کس یقین پر | کہ یہ آسمان پر ہین یا ہین زمین پر
وہ بے مول پونجی کہ ہی اصل دولت | وہ شایستہ ملکون کا گنج سعادت
وہ آسودہ قومونکا رأس البضاعت | وہ دولت کہ ہی وقت جس سے عبارت

تضیع اوقات

نہین اُسکی وقعت نظر مین ہماری | یو نہین مفت جاتی ہے برباد ساری
اگر ہمسے مانگے کوئی ایک پیسا | تو ہوگا کم و بیش بار اُسکا دینا
مگر ہان وہ سرمایہ دین و دنیا | کہ اک ایک لمحہ ہے اَنمول جسکا
نہین کرتے خِسّت اُڑانے مین اُسکے | بہت ہم سخی ہین لُٹانے مین اُسکے
اگر سانس دن رات کے سب گنین ہم | تو نکلین گے انفاس ایسے بہت کم
کہ ہو جنمین کل کے لیے کچھ فراہم | یو نہین گذرے جاتے ہین دن رات پیہم
نہین کوئی گویا خبردار ہم مین | کہ یہ سانس آخر ہے اب کوئی دم مین
گڈریے کا وہ حکم بردار کتّا | کہ بھیڑون کی ہر دم ہی رکھوال کرتا
جو ریوڑ مین ہوتا ہے پتّے کا کھڑکا | تو وہ شیر کیطرح پھرتا ہے بپھرا
گر انصاف کیجیے تو ہے ہم سے بہتر | کہ غافل نہین فرض سے اپنے دم بھر
وہ قومین جو سب راہین طے کر چکی ہین | ذخیرے ہر اک جنس کے بھر چکی ہین
ہر اک بوجھ بار اپنے سر دھر چکی ہین | ہوئین تب ہین زندہ کہ جب مر چکی ہین

اہل یورپ کا ضبط اوقات

اُسی طرح راہِ طلب مین ہین جویا | بہت دور ابھی اُن کو جانا ہے گویا
کسی وقت جی بھر کے سوتے نہین وہ | کبھی سیر محنت سے ہوتے نہین وہ
بضاعت کو اپنی ڈبوتے نہین وہ | کوئی لمحہ بیکار کھوتے نہین وہ
نہ چلنے سے تھکتے نہ اُکتاتے ہین وہ | بہت بڑھ گئے اور بڑھے جاتے ہین وہ
مگر ہم کہ ابتک جہان تھے وہین ہین | جمادات کی طرح بار زمین ہین
ہین دنیا مین ایسے کہ گویا نہین ہین | زمانہ سے کچھ ایسے فارغ نشین ہین
کہ گویا ضروری تھا جو کام کرنا | وہ سب کر چکے ایک باقی ہے مرنا
یہان اور ہین جتنی قومین گرامی | خود اقبال ہے آج اُن کا سلامی

ہندؤون کی معزز قومین

تجارت مین ممتاز دولت مین نامی زمانہ کے ساتھی ترقی کے حامی
نہ فارغ ہین اولاد کی تربیت سے نہ بیفکر ہین قوم کی تقویت سے

دکان اُنکی ہے اور بازار اُن کا بنج اُنکا ہے اور بیوپار اُن کا
زمانہ مین پھیلا ہے بیوپار اُن کا ہے پیر و جوان بر سر کار اُن کا
مدار اہل کاری کا ہے اب اُنھین پر اُنھین کے ہین آفس اُنھین کے ہین دفتر

معزز ہین ہر ایک دربار مین وہ گرامی ہین ہر ایک سرکار مین وہ
نہ رسوا ہین عادات و اطوار مین وہ نہ بدنام گفتار و کردار مین وہ
نہ پیشہ سے حرفہ سے انکار اُن کو نہ محنت مشقت سے کچھ عار اُن کو

طبیعت مین اک اک کے ہی خاکساری بُرا سنکے کرتے ہین وہ بُردباری
تواضع ہی سبکی رگ و پے مین ساری دماغ اُنکے ہین کبر و نخوت سے عاری
نہ باتون مین اُن کی حقارت کسیکی نہ جلسون مین اُن کے مذمت کسیکی

جو گرتے ہین گر کر سنبھل جاتے ہین وہ پڑی زد تو بچکر نکل جاتے ہین وہ
ہر اک سانچہ مین جاکے ڈھلجاتے ہین وہ جہان رنگ بدلا بدلجاتے ہین وہ
ہر اک وقت کا مقتضے جانتے ہین زمانے کے تیور وہ پہچانتے ہین

زمانہ کی پیروی

مگر ہے ہماری نظر اتنی اونچی کہ یکسان ہے وان سب بلندی و پستی
نہین ابتک اصلا خبر ہمکو یہ بھی کہ ہے کون مردار کتنیا ترقی
جدہر کھولکر آنکھ ہم دیکھتے ہین زمانہ کو اپنے سے کم دیکھتے ہین

زمانہ کا دن رات ہے یہ اشارا کہ ہے آشتی مین مری یان گزارا
نہین پیروی جنکو میری گوارا مجھے اُن سے کرنا پڑے گا کنارا
سدا ایک ہی رخ نہین ناؤ چلتی چلو تم اُدھر کو ہوا ہو جدھر کی

خزان قوم کے آثار

چمن مین ہوا آچکی ہے خزان کی پھری ہے نظر دیر سے باغبان کی
صدا اور ہے بلبل نغمہ خوان کی کوئی دم مین رحلت ہے اب گلستان کی
تباہی کے خواب آرہے ہین نظر سب مصیبت کی ہے آنے والی سحر اب

افلاس

فلاکت جسے کہیے اُم الجرائم
نہین رہتے ایمان پہ دل جسمے قائم
بناتی ہے انسان کو جو بہائم
مُصلی ہین دلجمع جس سے نہ صائم
وہ یون اہل اسلام پر چھا رہی ہے
کہ مسلم کی گویا نشانی یہی ہے

کہین مکر کے گُر سکھاتی ہے ہمکو
کہین جھوٹ کی لو لگاتی ہے ہمکو
خیانت کی چالین سجھاتی ہے ہمکو
خوشامد کی گھاتین بتاتی ہے ہمکو
فسون جب یہ پاتی نہین کارگر وہ
تو کرتی ہے آخر کو دریوزہ گر وہ

یہان جتنی قومین ہمارے سوا ہین
ہزار اُنمین خوش ہین تو دو بینوا ہین
یہان لاکھ ہین دو اگر اغنیا ہین
تو سو نیم بسمل ہین باقی گدا ہین
ذرا کام غیرت کو فرمائین گر ہم
تو سمجھین کہ ہین مُبتذل کس قدر ہم

دریوزہ گری

بگاڑے ہین گردش نے جو خاندانی
نہین جانتے بسکہ روٹی کمانی
دلو نمین ہے یہ یک قلم سب نے ٹھانی
کہ کیجیے بسر مانگ کر زندگانی
جہان قدر دانون کا ہین کھوج پاتے
پہونچتے ہین وان مانگتے اور کھاتے

کہین باپ دادا کا ہین نام لیتے
کہین روشناسی سے ہین کام لیتے
کہین جھوٹے وعدو نپہ ہین دام لیتے
یونہین سبکو دم دیکے ہین دام لیتے
بزرگون کے نازان ہین جس نام پر وہ
اُسے بیچتے پھرتے ہین دربدر وہ

یہ ہین ڈھنگ اُن تازہ آفت زدو نکے
بہت کم زمانہ ہوا جنکو بگڑے
ابھی ایک عالم ہے آگاہ جنسے
کہ ہین کسکے بیٹے وہ اور کسکے پوتے
جنھین دیس پردیس سب جانتے ہین
حسب اور نسب جنکا پہچانتے ہین

مگر مٹ چکا جنکا نام و نشان ہے
پُرانی ہوئی جنکی اب داستان ہے
فسانو نمین قصو نمین جنکا بیان ہے
بہت نسل پر تنگ اُنکی جہان ہے
نہین اُنکی قدر اور پُرسش کہین اب
اُنھین بھیک تک کوئی دیتا نہین اب

بہت آگ جلو نکے سلگانے والے
بہت گھانس کی گٹھریان لانے والے
بہت دربدر مانگ کر کھانے والے
بہت فاقہ کر کر کے مرجانے والے

جو پوچھو کہ کس کس کان کے ہین وہ جوہر
تو نکلین گے نسلِ ملوک اُن مین اکثر

اُنھین کے بزرگ ایک دن حکمران تھے
اُنھین کے پرستار پیر و جوان تھے
یہی مامن عاجز و ناتوان تھے
یہی مرجع دیلم و اصفہان تھے
یہی کرتے تھے ملک کی گلہ بانی
انھین کے گھرون مین تھی صاحبقرانی

یہ اے قوم اسلام عبرت کی جا ہے
کہ شاہون کی اولاد در در گدا ہے
جسے سُنیئے افلاس مین مبتلا ہے
جسے دیکھیے مفلس و بینوا ہے
نہین کوئی ان مین کمانے کے قابل
اگر ہین تو ہین مانگ کھانے کے قابل

نہین مانگنے کا طریق ایک ہی یان
گدائی کی ہین صورتین نت نئی یان
نہین حصر کنگلون پہ گدیہ گری یان
کوئی دے تو منگتون کی ہے کیا کمی یان
بہت ہاتھ پھیلائے زیر ردا ہین
چھپے اُجلے کپڑون مین اکثر گدا ہین

بہت آپکو کہہ کے مسجد کے بانی
بہت بن کے خود سیّد خاندانی
بہت سیکھ کر نوحہ و سوز خوانی
بہت مدح مین کر کے رنگین بیانی
بہت آستانون کے خُدام بنکر
بڑے مانگتے کھاتے پھرتے ہین دردر

امیرون کے مصاحب

مشقت کو محنت کو جو عار سمجھین
ہنر اور پیشہ کو جو خوار سمجھین
تجارت کو کھیتی کو دشوار سمجھین
فرنگی کے پیسے کو مردار سمجھین
تن آسانیان چاہین اور آبرو بھی
وہ قوم آج ڈوبے گی گر کل نہ ڈوبی

کرین نوکری بھی تو بے عزتی کی
جو ردّی کمائین تو بے حرمتی کی
کہین پائین خدمت تو بے غیرتی کی
قسم کھایئے اُنکی خوش قسمتی کی
امیرون کے بنتے ہین جب یہ مصاحب
تو جاتے ہین ہو کر حمیت سے تائب

کہین اُنکی صحبت مین گانا بجانا
کہین مسخرا بنکے ہنسنا ہنسانا
کہین پھبتیان کہہ کے انعام پانا
کہین چھیڑ کر گالیان سبکی کھانا
یہ کام اور بھی کرتے ہین پر نہ ایسے
مسلمان بھائی سے بن آئین جیسے

امیرون کا عالم نہ پوچھو کہ کیا ہے
خمیر اُنکا اور اُنکی طینت جُدا ہے

غنی مغرور مسلمان

سزاوار ہے انکو جو نا سزا ہے
روا ہے اُنھین سب کو جو ناروا ہے
شریعت ہوئی ہے نکو نام اُن سے
بہت فخر کرتا ہے اسلام اُن سے

ہر اک بول پر اُنکے مجلس فدا ہے
ہر اک بات پر وان درست اور بجا ہے
نہ گفتار مین اُنکے کوئی خطا ہے
نہ کردار اُن کا کوئی ناسزا ہے
وہ جو کچھ کہ ہین کہہ سکے کون اُن کو
بنایا ندیمون نے فرعون اُن کو

وہ دولت کہ ہے مایۂ دین و دنیا
وہ دولت کہ ہے توشۂ راہ عقبا
سلیمانؑ نے کی جسکی حق سے تمنا
بڑھا جس سے آفاق مین نام کسرا
کیا جسنے حاتم کو مشہور دوران
کیا جسنے یوسفؑ کو مسجود اخوان

ملا ہے یہ فخر اُسکو اُنکی بدولت
کہ سمجھی گئی ہے وہ اصل شقاوت
کہین ہے وہ سرمایۂ جہل و غفلت
کہین نشۂ بادۂ کبر و نخوت
جہان کے لیے جو کہ آب بقا ہے
وہ اُس قوم کے حق مین سمی ہوا ہے

اِدھر مال و دولت نے یان مُنہ دکھایا
اُدھر ساتھ اسکے ادبار آیا
پڑا آکے جس گھر پہ ثروت کا سایا
عمل وان سے برکت نے اپنا اُٹھایا
نہین راس اس یان چار پیسے کسیکو
مبارک نہین جیسے پر چیونٹی کو

سمجھتے ہین سب عیب جن عادتونکو
بہائم سے نسبت ہی جن سیرتونکو
چھپاتے ہین اوباش جن خصلتونکو
نہین کرتے اجلاف جن حرکتونکو
وہ یان اہل دولت کو ہین شیر مادر
نہ خوف خدا ہے نہ شرم پیمبرؐ

طبیعت اگر لہو و بازی پہ آئی
تو دولت بہت سی اسی مین لٹائی
جو کی حضرت عشق نے رہنمائی
تو کردی بھرے گھر کی دم مین صفائی
پھر آخر لگے مانگنے اور کھانے
یونہین مٹ گئے یان ہزارون گھرانے

نہ آغاز پر اپنے غور اُنکو اصلا
نہ انجام کا اپنے کچھ اُن کو کھٹکا
نہ فکر اُنکو اولاد کی تربیت کا
نہ کچھ ذلت قوم کی اُن کو پروا
نہ حق کوئی دنیا پہ اُن کا نہ دین پہ
خدا کو وہ کیا مُنہ دکھائین گے جا کر

کسی قوم کا جب اُلٹتا ہے دفتر
کمال اُنمین رہتے ہین باقی نہ جوہر
تو ہوتے ہین مسخ اُنمین پہلے تونگر
نہ عقل اُنکی ہادی نہ دین اُنکا رہبر
نہ دنیا مین ذلت نہ عزت کی پروا
نہ عقبےٰ مین دوزخ نہ جنت کی پروا

نہ مظلوم کی آہ وزاری سے ڈرنا
ہوا و ہوس مین خودی سے گزرنا
نہ مفلوک کے حال پر رحم کرنا
تعیّش مین جینا نمایش پہ مرنا
سدا خوابِ غفلت مین بیہوش رہنا
دمِ نزع تک خود فراموش رہنا

پریشان اگر قحط سے اِک جہان ہے
اگر باغِ اُمت مین فصلِ خزان ہے
تو بے فکر ہین کیونکہ گھر مین سمان ہے
تو خوش ہین کہ اپنا چمن گلفشان ہے
بنی نوع انسان کا حق اُنپہ کیا ہے
وہ اک نوعِ نوعِ بشر سے جدا ہے

کہان بندگانِ ذلیل اور کہان وہ
پہنتے نہین جز سمور و کتان وہ
بسر کرتے ہین بے غمِ قوت و نان وہ
مکان رکھتے ہین رشکِ خلد و جنان وہ
نہین چلتے وہ بے سواری قدم بھر
نہین رہتے بے نغمہ و ساز دم بھر

کمر بستہ ہین لوگ خدمت مین اُنکی
نفاست بھری ہے طبیعت مین اُنکی
گل و لالہ رہتے ہین صحبت مین اُنکی
نزاکت سو داخل ہے عادت مین اُنکی
دواؤن مین مشک اُنکے اُٹھتا ہے ڈھیرون
وہ پوشاک مین عطر ملتے ہین سیرون

یہ ہو سکتے ہین اُنکے ہمجنس کیونکر
سواری کو گھوڑا نہ خدمت کو نوکر
نہین چین جنکو زمانہ سے دم بھر
نہ رہنے کو گھر اور نہ سونے کو بستر
پہننے کو کپڑا نہ کھانے کو روٹی
جو تدبیر اُلٹی تو تقدیر کھوٹی

یہ پہلا سبق تھا کتابِ ہُدا کا
وہی دوست ہے خالقِ دوسرا کا
کہ ہے ساری مخلوق کنبا[1] خدا کا
خلایق سے ہے جسکو رشتہ وِلا کا
یہی ہے عبادت یہی دین و ایمان
کہ کام آئے دُنیا مین انسان کے انسان

(۱) یہ دو حدیثین ہین۔ الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ ۔ الدین النصیحۃ ۔

اہل یورپ کی ہمدردی

عمل[1] جنکا تھا اس کلام متین پر
وہ سرسبز ہین آج روئے زمین پر
تفوق ہے اُنکو کہین وہین پر
مدار آدمیت کا ہے اب اُنھین پر
شریعت کے جو ہمنے پیمان توڑے
وہ لیجا کے سب اہل مغرب نے جوڑے

سمجھتے ہین گمراہ جنکو مسلمان
نہین جنکو عقبے مین امید غفران
نہ حصے مین فردوس جنکے نہ رضوان
نہ تقدیر مین حور جنکے نہ غلمان
پس از مرگ دوزخ ٹھکانا ہے جنکا
حمیم[2] آب و زقوم کھانا ہے جن کا

وہ ملک اور ملت پہ اپنے فدا ہین
سب آپس مین اک اک کے حاجت روا ہین
اولو العلم ہین اُنمین یا اغنیا ہین
طلبگار بہبود خلق خدا ہین
یہ تمغا تھا گویا کہ حصہ اُنھین کا
کہ حب الوطن[3] ہے نشان مومنین کا

امیرونکی دولت غریبونکی ہمت
ادیبون کی انشا حکیمونکی حکمت
فصیحون کے خطبے شجاعونکی جرأت
سپاہی کے ہتیار شاہونکی طاقت
دلون کی امیدین اُمنگون کی خوشیان
سب اہل وطن اور وطن پر ہین قربان

ہمدردی کا نتیجہ

عروج اُن کا جو تم عیان دیکھتے ہو
جہان مین اُنھین کامران دیکھتے ہو
مطیع اُنکا سارا جہان دیکھتے ہو
اُنھین برتر از آسمان دیکھتے ہو
یہ ثمرے ہین اُنکی جوانمردیون کے
نتیجے ہین آپس کی ہمدردیون کے

ہمت والے مسلمان دولتمند

غنی ہم مین ہین جو کہ ارباب ہمت
مسلم ہے عالم مین جنکو سخاوت
اگر ہے مشائخ سے اُنکو عقیدت
تو ہے پیرزادونپہ وقف اُنکی دولت
نکلتے ہین دن رات وان عیش کرتے
یہ نوکر ہین جتنے وہ بھوکے ہین مرتے

عمل واعظون کے اگر قول پر ہے
تو بخشش کی امید بے صرفہ ہے
نماز اور روزے کی عادت اگر ہے
تو روز حساب اُنکو پھر کسکا ڈر ہے

(۱) یعنے یورپ کی قومین جو قوم کہ ہمدردی اور وطن کی حمایت اور تمام نوع انسان کی دستگیری اور امداد مین سارے جہان سے فایق ہین۔

(۲) حمیم گرم پانی جو دوزخیون کو پلایا جاویگا۔ زقوم اہل دوزخ کے لیئے ایک قسم کی خوراک ہوگی۔

(۳) جیسا حدیث شریف مین آیا ہے حب الوطن من الایمان۔

اگر شہر مین کوئی مسجد بنادی | تو فردوس مین نیو اپنی جمادی

عمارت کی بنیاد ایسی اُٹھائی | نہ نکلے کہین ملک مین جسکا ثانی

تماشو نمین ثروت بڑونکی اُڑائی | نمایش مین دولت خدا کی لٹائی

چھٹی بیاہ مین کرنے لاکھون کے سامان | یہ ہین اُنکے ارمان یہ ہین اُنکی خوشیان

مگر دینِ برحق کا بوسیدہ ایوان | تزلزل مین مدت سے ہین جسکے ارکان

زمانہ مین ہے جو کوئی دن کا مہمان | نہ پائینگے ڈھونڈا جسے پھر مسلمان

عزیزون نے اُس سے توجہ اُٹھالی | عمارت کا ہے اُس کی اللہ والی

پڑی ہین سب اُجڑی ہوئی خانقاہین | وہ درویش وسلطان کی امیدگاہین

کھلی تھین جہان علم باطن کی راہین | فرشتون کی پڑتی تھین جنپر نگاہین

کہان ہین وہ جذب الٰہی کے پھندے | کہان ہین وہ اللہ کے پاک بندے

وہ علم شریعت کے ماہر کدھر ہین | وہ اخبار دین کے مُبَصّر کدھر ہین

اصولی کدھر ہین مناظر کدھر ہین | محدث کہان ہین مفسّر کدھر ہین

وہ مجلس جو کل سربسر تھی چراغان | چراغ اب کہین ٹمٹماتا نہین وان

مدارس وہ تعلیم دین کے کہان ہین | مراحل وہ علم ویقین کے کہان ہین

وہ ارکان شرع متین کے کہان ہین | وہ وارث رسول امین کے کہان ہین

رہا کوئی اُمت کا ملجا نہ ماوا | نہ قاضی نہ مفتی نہ صوفی نہ مُلا

کہان ہین وہ دینی کتابون کے دفتر | کہان ہین وہ علم الٰہی کے منظر

چلی ایسی اس بزم مین باد صرصر | بجھین مشعلین نور حق کی سراسر

رہا کوئی سامان نہ مجلس مین باقی | صراحی نہ طنبور مطرب نہ ساقی

بہت لوگ بنکر ہوا خواہ اُمت | سفیہون سے منوا کے اپنی فضیلت

سدا گانو در گانو نوبت بنوبت | بڑے پھرتے ہین کرتے تحصیل دولت

یہ ٹھہرے ہین اسلام کے رہنما اب | لقب انکا ہے وارث انبیا اب

بہت لوگ پیرونکی اولاد بنکر | نہین ذات والا مین کچھ جنکی جوہر

پیرمغان درویشی

بڑا فخر ہے جنکو لے دے کے اسپر — کہ تھے اُنکے اسلاف مقبولِ داور

کرشمے ہین جا جا کے جھوٹے دکھاتے — مُریدون کو ہین لُوٹتے اور کھاتے

یہ ہین جادہ پیمائے راہ طریقت — مقام انکا ہے ماورائے شریعت
انھین پر ہے ختم آج کشف و کرامت — انھین کے ہے قبضہ مین بندونکی قسمت

یہی ہین مراد(۱) اور یہی ہین مرید اب — یہی ہین جُنید اور یہی بایزید اب

علمائے زمان

بڑھے جس سے نفرت وہ تحریر کرنی — جگر جس سے شق ہون وہ تقریر کرنی
گنہگار بندون کی تحقیر کرنی — مسلمان بھائی کی تکفیر کرنی

یہ ہے عالمون کا ہمارے طریقہ — یہ ہے ہادیون کا ہمارے سلیقہ

کوئی مسئلہ پوچھنے اُنسے جائے — تو گردن پہ بارگران لیکے آئے
اگر بدنصیبی سے شک اُسمین لائے — تو قطعی خطاب اہل دوزخ کا پائے

اگر اعتراض اُسکی نکلا زبان سے — تو آنا سلامت ہے دشوار وان سے

کبھی وہ گلے کی رگین ہین پھُلاتے — کبھی جھاگ پر جھاگ ہین مُنھ پہ لاتے
کبھی خوک اور سگ ہین اُسکو بتاتے — کبھی مارنے کو عصا ہین اُٹھاتے

ستون (چشم بد دور) ہین آپ دین کے — نمونہ ہین خُلق رسولِ امین کے

جو چاہے کہ خوش اُنسے ملکر ہو انسان — تو ہے شرط وہ قوم کا ہو مسلمان
نشان سجدہ کا ہو جبین پر نمایان — تشرُّع مین اُسکے نہ ہو کوئی نقصان

لبین بڑھ رہی ہون نہ ڈاڑھی چڑھی ہو — اِزار اپنی حد سے نہ آگے بڑھی ہو

عقائد مین حضرت کا ہمداستان ہو — ہر اک اصل مین فرع مین ہمزبان ہو
حریفون سے اُنکے بہت بدگمان ہو — مریدونکا اُنکے بڑا مدح خوان ہو

گر ایسا نہین ہے تو مردود دین ہے — بزرگون سے ملنے کے قابل نہین ہے

شریعت کے احکام تھے وہ گوارا — کہ شیدا تھے اُنپر یہود اور نصارا

(۱) صوفیہ کی اصطلاح مین مراد وہ شخص ہے جسنے جاذبہ الٰہی کے بعد سلوک اختیار کیا ہو اور مرید وہ ہے جو سلوک کے بعد جذب کے مرتبہ کو پہونچا ہو۔ جُنید بغدادی اور بایزید بسطامی غالباً تیسری صدی ہجری کے مشہور عُرفا مین سے ہین۔

گواہ انکی نرمی⁽¹⁾ کا قرآن ہے سارا — خود "الدین یسر" نبی نے پکارا
مگر یان کیا ایسا دشوار اُن کو — کہ مومن سمجھنے لگے بار اُن کو

نہ کی انکی اخلاق مین رہنمائی⁽²⁾ — نہ باطن مین کی اُنکے پیدا صفائی
پہ احکام ظاہر کی لے یہ بڑھائی — کہ ہوتی نہین اُنسے دم بھر رہائی
وہ دین جو کہ چشمہ تھا خلق نکو کا — کیا اسکو بالوعہ غسل وضو کا

تقلید

سدا اہلِ تحقیق سے دلمین بل ہے — حدیثون پہ چلنے مین دین کا خلل ہے
فتاوون پہ بالکل مدارِ عمل ہے — ہر اک رائے قرآن کا نعم البدل ہے
کتاب اور سُنت کا ہے نام باقی — خدا اور نبی سے نہین کام باقی

کمال اندھی

جہان مختلف ہون روایات باہم — کبھی ہون نہ سیدھی روایت سے خوش ہم
جسے عقل رکھے نہ ہرگز مسلم — اُسے ہر روایت سے سمجھین مقدم
سب اسمین گرفتار چھوٹے بڑے ہین — سمجھ پر ہماری یہ پتھر پڑے ہین

کرے غیر گر بُت کی پوجا تو کافر — جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
کہے آگ کو قبلہ اپنا تو کافر — کواکب مین مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنون پر کشادہ ہین راہین — پرستش کرین شوق سے جسکی چاہین

مشرک اور موحد کی توجیہ

(۱) قرآن مین بہت سی آیتین دین اسلام کی آسانی پر دلالت کرتی ہین جیسے یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر اور لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا۔ ما جعل علیکم فی الدین من حرج اور بہت سی حدیثین اسی باب مین مروی ہین جیسے لا رہبانیۃ فی الاسلام اور لا ضرار فی الاسلام اور اذا ام احدکم فلیخفف فان فیہم الصغیر والکبیر والضعیف والمریض۔ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ (موسم حج مین) ایک شخص نے آکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ مین نے قربانی سے پہلے سر منڈوا لیا آپ نے فرمایا کچھ حرج نہین ہے اب قربانی کرلے۔ پھر ایک اور شخص نے آکر عرض کیا کہ مین نے کنکریان پھینکنے سے پہلے قربانی کرلی آپ نے فرمایا کچھ حرج نہین ہے اب کنکریان پھینک لے صاحب میزان شعرانی کا قول ہے کہ دین مین جسقدر آسانیان ہین وہ خدا اور رسول کیطرف سے ہین اور جتنی مشکلین ہین وہ علما کیطرف سے ہین۔

(۲) آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ بعثت لاتمم مکارم الاخلاق۔ یعنے مین اسلئے بھیجا گیا ہون کہ اخلاق کی خوبیون کو کمال کے درجے تک پہونچا دون۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اچھا چال چلن اور نیک خصلت نبوت کا پچیسوان حصہ ہے اور یہ بھی فرمایا کہ وہ شخص مومن نہین ہے جسنے اپنا پیٹ بھرلیا اور ہمسایہ کو بھوکا چھوڑ دیا قرآن اور حدیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسالت کا بڑا مقصد اخلاق کی تہذیب ہے۔

نبی کو جو چاہین خدا کر دکھائین
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائین
مزارون پہ دن رات نذرین چڑھائین
شہیدون سے جا جا کے مانگین دعائین
نہ توحید مین کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

وہ دین جس سے توحید پھیلی جہان مین
ہوا جلوہ گر حق زمین و زمان مین
رہا شرک باقی نہ وہم و گمان مین
وہ بدلا گیا آکے ہندوستان مین
ہمیشہ سے اسلام تھا جسپہ نازان
وہ دولت بھی کھو بیٹھے آخر مسلمان

تعصب(۱) کہ ہے دشمن نوع انسان
بھرے گھر کیے سیکڑون جسنے ویران
ہوئی بزم نمرودؑ جس سے پریشان
کیا جسنے فرعون کو نذر طوفان
گیا جوش مین بولہب جسکے کھویا
ابوجہل کا جس نے بیڑا ڈبویا

وہ یان اک عجب بھیس مین جلوہ گر ہے
چھپا جسکے پردے مین اُسکا ضرر ہے
بھرا زہر جس جام مین سربسر ہے
وہ آب بقا ہمکو آتا نظر ہے
تعصب کو اک جزو دین سمجھے ہین ہم
جہنم کو خُلدِ برین سمجھے ہین ہم

ہمین واعظون نے یہ تعلیم دی ہے
کہ "جو کام دینی ہو یا دنیوی ہے
مخالف کی ریس اُسمین کرنی بُری ہے
نشان غیرتِ دین حق کا یہی ہے
نہ ٹھیک اُسکی ہرگز کوئی بات سمجھو
وہ دن کو کہے دن تو تم رات سمجھو

قدم گر رہِ راست پر اُس کا پاؤ
تو تم سیدھے رستہ سے کترا کے جاؤ
پڑین اسمین جو دقتین وہ اُٹھاؤ
لگین جسقدر ٹھوکرین اسمین کھاؤ
جو نکلے جہاز اُس کا بچکر بھنور سے
تو تم ڈالدو ناؤ اندر بھنور کے

اگر مسخ ہو جائے صورت تمھاری
بہائم مین ملجائے سیرت تمھاری
بدلجائے بالکل طبیعت تمھاری
سراسر بگڑ جائے حالت تمھاری

(۱) تعصب اصل مین بیجا حمایت کرنے کو کہتے ہین مگر چونکہ اکثر بیجا حمایت کے ساتھ ہی بیجا مخالفت اور بیجا نفرت بھی پائی جاتی ہے اسلئے تعصب کا اطلاق حیف دمیل دونون پر ہوتا ہے۔ نمرودؑ حضرت ابراہیم کی مخالفت سے اور فرعون حضرت موسی کے عناد سے اور ابولہب اور ابوجہل ہمارے نبی کی دشمنی سے ایسے برباد ہوئے کہ اُنکی تباہی اور بربادی آجتک ضرب المثل ہے۔

توسمجھو کہ ہے حق کی اِک شان یہ بھی ہے اِک جلوۂ نورِ ایمان یہ بھی

نہ اوضاع مین تمسے نسبت کسیکو نہ اخلاق مین تمپہ سبقت کسی کو
نہ حاصل یہ کھانون مین لذت کسیکو نہ پیدا یہ پوشش یہ زینت کسی کو
تمھین فضل ہر علم مین برملا ہے تمھاری جہالت مین بھی اک ادا ہے

کوئی چیز سمجھو نہ اپنی بُری تم رہو بات کو اپنی کرتے بڑی تم
حمایت مین ہو جبکہ اسلام کی تم تو ہو ہر بدی اور گنہ سے بری تم
بدی سے نہین مومنون کو مضرت تمھارے گنہ اورون کی طاعت

مخالف کا اپنے اگر نام لیجیے تو ذکر اُسکا ذلت سے خواری سے کیجیے
کبھی بھول کر طرح اسمین نہ دیجیے قیامت کو دیکھوگے اسکے نتیجے
گناہون سے ہوتے ہو گویا مبرّا مخالف پہ کرتے ہو جب تم تبرّا

نہ سنی مین اور جعفری مین ہو اُلفت نہ نعمانی و شافعی مین ہو ملت
وہابی سے صوفی کی کم ہو نہ نفرت مقلد کرے نامقلد پہ لعنت
رہے اہلِ قبلہ مین جنگ ایسی باہم کہ دینِ خدا پر ہنسے سارا عالم

کرے کوئی اصلاح کا گر ارادہ تو شیطان سے اوسکو سمجھو زیادہ
جسے ایسے مفسد سے ہے استفادہ رہِ حق سے ہے برطرف اُسکا جادہ
شریعت کو کرتے ہین برباد دونون ہین مردود شاگرد اُستاد دونون

وہ دین جسنے الفت کی بنیاد ڈالی کیا طبعِ دوران کو نفرت سے خالی
بنایا اجانب کو جس نے موالی ہر اک قوم کے دل سے وحشت نکالی
عرب اور حبش ترک و تاجیک و دیلم ہوئے سارے شیر و شکر ملکے باہم

تعصب نے اُس صاف چشمہ کو آکر کیا بُغض کے خار و خس سے مکدّر
بنے خصم جو تھے عزیز اور برادر نفاق اہلِ قبلہ مین پھیلا سراسر
نہین دستیاب ایسے اب دو مسلمان کہ ہو ایک کو دیکھ کر ایک شادان

ہمارا یہ حق تھا کہ سب یار ہوتے مصیبت مین یار ونکے غمخوار ہوتے

تفرق و تعصب مابین اہل اسلام

قرون اولیٰ اسلام

سب ایک اک کے باہم مددگار ہوتے — غمِ قوم مین سینہ افگار ہوتے
جب اُلفت مین یون ہوتے ثابت قدم ہم — تو کہہ سکتے اپنے کو خیر الامم ہم

نتیجۂ تفرقہ (۷) عدم اتفاق

اگر بھولتے ہم ہین قولِ پیمبرؐ — کہ ہین سب مسلمان باہم برادر
برادر ہے جبتک برادر کا یاور — مُعین اُسکا ہے خود خداوند داور
تو آتی نہ بیڑے پہ اپنے تباہی — فقیری مین بھی کرتے ہم بادشاہی

وہ گھر جسمین ہون دل ملے سب کے باہم — خوشی ناخوشی مین ہون سب یار ہمدم
اگر ایک خوش دل تو گھر سارا خُرم — اگر ایک غمگین تو دل سب کے پرغم
مبارک ہے اُس قصرِ شاہنشہی سے — جہان ایک دل ہو مکدر کسی سے

اگر ہو مدار اسپہ تحقیق دین کا — کہ ہے دین والون کا برتاؤ کیسا
ہے بازار اُن کا کھرا یا کہ کھوٹا — ہے قول و قرار اُنکا جھوٹا کہ سچا
تو ایسے ملو نے بہت شاذ ہین یان — کہ اسلام پر جنسے قائم ہو بُرہان

غیبت

مجالس مین غیبت کا دَور اسقدر ہے — کہ آلودہ اِس خون مین ہر بشر ہے
نہ بھائی کو بھائی سے یان درگذر ہے — تو مُلا نہ صوفی کو اس سے حذر ہے
اگر نشۂ مے ہو غیبت مین پنہان — نہ ہشیار پائے نہ کوئی مسلمان

حسد و تکبر

جنھین چار پیسے کا مقدور ہے یان — سمجھتے نہین ہین وہ انسانکو انسان
موافق نہین جن سے ایام دوران — نہین دیکھ سکتے کسیکو وہ شادان
نشہ مین تکبر کے ہے چور کوئی — حسد کے مرض مین ہے رنجور کوئی

اگر مرجعِ خلق ہے ایک بھائی — نہین ظاہرا جسمین کوئی بُرائی
بھلا جسکو کہتی ہے ساری خدائی — ہر اک دلمین عظمت ہے جسکے سمائی
تو پڑتی ہین اُس پر نگاہین غضب کی — کھٹکتا ہے کانٹا سا آنکھون مین سب کی

بگڑتا ہے جب قوم مین کوئی بن کر — ابھی بخت و اقبال تھے جسکے یاور
ابھی گردنین جھکتی تھین جسکے در پر — مگر کر دیا اب زمانے نے بے پر
تو ظاہر مین گو بٹتے ہین پر خوش ہین جسمین — کہ ہمدرو ہاتھ آیا اک مفلسی مین

خود غرضی

اگر اک جوانمرد ہمدرد انسان
کرے قوم پر دل سے جان اپنی قربان
تو خود قوم اُس پر لگائے یہ بہتان
کہ ہے اُسکی کوئی غرض اسمین پنہان
وگرنہ پڑی کیا کسی کو کسی کی
یہ چالین سراسر ہین خود مطلبی کی

خبث نفس

نکالے گر اُنکی بھلائی کی صورت
تو ڈالین جہانتک بنے اسمین کھنڈت
سنین کامیابی مین گر اُسکی شہرت
تو دل سے تراشین کوئی تازہ تہمت
منھ اپنا ہو گو دین و دنیا مین کالا
نہ ہو ایک بھائی کا پر بول بالا

تفرقہ انگیزی

اگر پاتے ہین دو دلون مین صفائی
تو ہین ڈالتے انمین طرح جدائی
ٹھنی دو گروہون مین جس دم لڑائی
تو گویا تمنا ہماری بر آئی
بس اس سے نہین مشغلہ خوب کوئی
تماشا نہین ایسا مرغوب کوئی

بد اطواری

تغلب مین بدنیتی مین دغا مین
نمود اور بناوٹ فریب اور ریا مین
سعادت مین بہتان مین افترا مین
کسی بزم بیگانہ و آشنا مین
نہ پاؤ گے رسوا و بدنام ہم سے
بڑھے پھر نہ کیون شان اسلام ہم سے

خوشامد

خوشامد مین ہمکو وہ قدرت ہی حاصل
کہ انسان کو ہر طرح کرتے ہین مائل
کہین احمقونکو بناتے ہین عاقل
کہین ہوشیارونکو کرتے ہین غافل
کسی کو اُتارا کسی کو چڑھایا
یونہین سیکڑون کو اسامی بنایا

کذب و مبالغہ

روایات پر حاشیہ اک چڑھانا
قسم جھوٹے وعدونپہ سو بار کھانا
اگر مدح کرنا تو حد سے بڑھانا
مذمت پہ آنا تو طوفان اُٹھانا
یہ ہے روزمرہ کا یان ان کے عنوان
فصاحت مین بے مثل ہین جو مسلمان

خود پسندی

اُسے جانتے ہین بڑا اپنا دشمن
ہمارے کرے عیب جو ہم پہ روشن
نصیحت سے نفرت ہی ناصح سے اَن بن
سمجھتے ہین ہم رہنماؤن کو رہزن
یہی عیب ہے سب کو کھویا ہے جس نے
ہمین ناؤ بھر کر ڈبویا ہے جس نے

خلفائے راشدین

وہ عہد ہمایون جو خیر القرون تھا
خلافت کا جبتک کہ قائم ستون تھا
نبوت کا سایہ ابھی رہنمون تھا
سمان خیر و برکت کا ہر دم فزون تھا

عدالت کے زیور سے تھے سب مزین — بھلا اور پھولا تھا احمد کا گلشن

سعادت بڑی اُس زمانہ کی یہ تھی — کہ جھکتی تھی گردن نصیحت پہ سبکی
نہ کرتے تھے خود قول حق سے خموشی — نہ لگتی تھی حق کی اُنھیں بات کڑوی
غلاموں سے ہو جاتے تھے بند آقا — خلیفہ سے لڑتی تھی اک ایک بڑھیا(۱)

نبی نے کہا تھا جنھیں فخر اُمت — جنھیں خلد کی مِلچکی تھی بشارت
مسلّم تھی عالم مین جنکی عدالت — رہا مفتخر جنسے تختِ خلافت
وہ پھرتے تھے(۲) راتوں کو چھپ چھپ کے دردر — کہ شرمائیں اپنا کہیں عیب سنکر

مگر ہم کہ ہیں دام و دد ہم سے بہتر — نہ ظاہر کہیں ہم مین خوبی نہ مضمر
نہ اقران و امثال میں ہم مُوقّر — نہ اجداد و اسلاف کے ہم ہیں جوہر
نصیحت سے ایسا بُرا مانتے ہیں — کہ گویا ہم اپنے کو پہچانتے ہیں

نبوت نہ گر ختم ہوتی عرب پر — کوئی ہمپہ مبعوث ہوتا پیمبر
تو ہے جیسے مذکور قرآن کے اندر — ضلالت یہود اور نصاری کی اکثر
یونہیں جو کتاب اُس پیمبر پہ آتی — وہ گمراہیاں سب ہماری جتاتی

ہنر ہم مین جو ہیں وہ معلوم ہیں سب — علوم اور کمالات معدوم ہیں سب

فقدان علوم دینوی

(۱) ایک مجلس مین مہاجر و انصار جمع تھے حضرت عمرؓ نے (کہ اُسوقت خلیفہ تھے) تین بار سب سے مخاطب ہوکر یہ کہا کہ اگر مین حقوق خلافت مین سستی کردن تو تم کس طرح پیش آؤ۔ بشر بن سعد نے جواب دیا کہ اگر تو ایسا کرے تو ہم تجھے کیطرح تیر سے بل نکالدین حضرت عمرؓ نے کہا کہ اگر تم ایسے ہو تو تمھارا کیا کہنا۔ ایکبار حضرت عمرؓ بڑے بڑے مہر باندھنے کی ممانعت کر رہے تھے کہ ایک بڑھیا نے کھڑے ہوکر قرآن کی یہ آیت پڑھی کہ ان آتیتم احداھن قنطارا فلا تاخذوا منہ شیئا اور کہا کہ خلیفہ ہوکر قرآن نہیں سمجھتا۔ حضرت عمرؓ نے کہا تم سے سب کا علم زیادہ ہے یہانتک کہ بڑھیوں کا بھی" اور پھر ممانعت نہ کی۔
(۲) حضرت عمرؓ کے عہد مین ایک بار کچھ سوداگر آکر شہر سے باہر اُترے۔ رات کو آپ اور عبدالرحمن بن عوف حسب عادت گشت کرنے کے لئے وہان گئے۔ انکو رات مین تین بار ایک بچہ کے رونے کی آواز آئی عمر فاروقؓ ہر دفعہ اُس خیمہ پر جاتے تھے اور اُسکی ماں کو ملامت کرآتے تھے کہ تو کیسی بری ماں ہے کہ تیرا بچہ اول شب سے بےچین ہے۔ آخر اُس عورت نے کہا اے خدا کے بندے تو نے مجھے ساری رات دق کیا مین اس سے دودھ پینے کی عادت چھٹواتی ہون۔ وہ ضد کرتا ہے کہا کیون؟ کہا عمرؓ دودھ چھٹے بغیر بچون کا وظیفہ مقرر نہین کرتا۔ آپ بہت روئے اور اپنے جی مین کہا خدا جانے مسلمانون کے کتنے بچے تیرے سبب ہلاک ہوئے ہونگے اُسیوقت منادی کرائی کہ کوئی اپنے بچے کا دودھ جلدی نہ چھوڑائے اور تمام ملک مین حکم بھیجا کہ ہر مسلمان کے یہان بچہ ہوتے ہی اُسکا وظیفہ مقرر کیا جائے۔

چلن اور اطوار مذموم ہین سب
فراغت سے دولت سے محروم ہین سب
جہالت نہین چھوڑتی ساتھ دم بھر
تعصب نہین بڑھنے دیتا قدم بھر

شاعری

وہ شعر اور قصائد کا ناپاک دفتر
عفونت مین سنڈاس سے جو ہے بدتر
زمین جس سے ہے زلزلہ مین برابر
ملک جس سے شرماتے ہین آسمان پر
ہوا علم و دین جس سے تاراج سارا
وہ علمون مین علم ادب ہے ہمارا

بُرا شعر کہنے کی گر کچھ سزا ہے
عبث جھوٹ بکنا اگر ناروا ہے
تو وہ محکمہ جس کا قاضی خدا ہے
مقرر جہان نیک و بد کی جزا ہے
گنہگار وان چھوٹ جائینگے سارے
جہنم کو بھر دین گے شاعر ہمارے

سخن جو ہے یان آج حصہ ہمارا
نہین قوم کو ظاہرا جس سے چارہ
ہر اک کذب و بہتان ہی جسین گوارا
مجسم ہو اُسکا اگر جھوٹ سارا
بنے ہند مین اُس سے اور اک ہمالا
ہمالا سے ہو جس کی چوٹی دو بالا

زمانے مین جتنے قلی اور نفر ہین
کمائی سے اپنی وہ سب بہرہ ور ہین
گویے امیرون کے نورِ نظر مین
ڈفالی بھی لے آتے کچھ مانگ کر ہین
مگر اس تپ دق مین جو مبتلا ہین
خدا جانے وہ کس مرض کی دوا ہین

جو سقے نہون جی سے جائین گذر سب
ہو میلا جہان گم ہون دھوبی اگر سب
بنے دم پہ گر شہر چھوڑین نفر سب
جو ٹھہر جائین مہتر تو گندے ہون گھر سب
پہ کر جائین ہجرت جو شاعر ہمارے
کہین مِلکے "خس کم جہان پاک" سارے

عرب جو تھے دنیا مین اس فن کے بانی
نہ تھا کوئی آفاق مین جن کا ثانی
زمانے نے جنکی فصاحت تھی مانی
مٹا دی عزیزون نے اُنکی نشانی
سب اُنکے ہنر اور کمالات کھو کر
رہے شاعری کو بھی آخر ڈبو کر

شعراے عرب کی تاثیر

ادب مین پڑی جان اُنکی زبان سے
چلا دین نے پائی اُنکے بیان سے
سنان کے لیے کام اُنھون نے لسان سے
زبانون کے کوچے تھے بڑھکر سنان سے
ہوئے اُنکے شعرون سے اخلاق صیقل
پڑی اُنکے خطبون سے عالم مین ہل چل

خلف اُنکے یان جو کہ جادو بیان ہین
بلاغت مین مشہور ہندوستان ہین
فصاحت مین مقبول پیر و جوان ہین
وہ کچھ ہین تو یے دیکے اِس گون یہان ہین
کہ جب شعر مین عمر ساری گنوائین
تو بھانڈ اُنکی غزلین مجالس مین گائین

طوائف کو ازبر ہین دیوان اُنکے
نکلتے ہین سیکھون مین ارمان اُنکے
گوتیون پہ بیحد ہین احسان اُنکے
ثناخوان ہین ابلیس و شیطان اُنکے
"کہ عقلون پہ پردے دیئے ڈال اُنھون نے
ہمین کر دیا فارغ البال اُنھون نے"

وہ طب جسپہ غش ہین ہمارے اطبا
بتاتے ہین ہے بخل جسکے بہت سا
سمجھتے ہین جسکو بیاضِ مسیحا
جسے عیب کیطرح کرتے ہین اِخفا
فقط چند نسخون کا ہے وہ سفینہ
چلے آئے ہین جو کہ سینہ بہ سینہ

نہ انکو نباتات سے آگہی ہے
نہ تشریح کی لے کسی پر کھلی ہے
نہ اصلا خبر معدنیات کی ہے
نہ علمِ طبیعی نہ کیمسٹری ہے
نہ پانی کا علم اور نہ علم ہوا ہے
مریضون کا انکے نگہبان خدا ہے

نہ قانون مین انکے کوئی خطا ہے
سدیدی مین لکھا ہو جو کچھ بجا ہے
نہ مخزن مین انگشت رکھنے کی جا ہی
نفیسی کے ہر قول پر جان فدا ہے
سلف لکھ گئے جو قیاس اور گمان سے
صحیفے ہین اُترے ہوئے آسمان سے

وہ تقویم پارینہ یونانیون کی
یقین جسکو ٹھرا چکا ہے نکمی
وہ حکمت کہ ہی ایک دھوکے کی ٹٹی
عمل نے جسے کر دیا آکے ردی
اسے وحی سے سمجھے ہین ہم زیادہ
کوئی بات اُسمین نہین کم زیادہ

زبور اور توریت انجیل و قرآن
مگر لکھ گئے جو اصول اہل یونان
بالاجماع ہین قابلِ نسخ و نسیان
نہین نسخ و تبدیل کا ان مین امکان
نہین مٹتے جب تک کہ آثار دنیا
مٹے گا کبھی کوئی شوشہ نہ اُن کا

نتائج ہین جو مغربی علم و فن کے
تعصب نے لیکن یہ ڈالے ہین پردے
وہ ہین ہند مین جلوہ گر سو برس سے
کہ ہم حق کا جلوہ نہین دیکھ سکتے

دلون پر ہین نقش اہلِ یونان کی رائین
جو اَب وحی اُترے تو ایمان نہ لائین

اب اِس فلسفہ پر جو ہین مرنیوالے
ارسطو کی چوکھٹ پر سر دھرنیوالے
شفا[1] اور مجسطی کے دم بھرنیوالے
فلاطون کی اقتدا کرنیوالے
وہ تیلی کے کچھ بیل سے کم نہین ہین
پھرے عمر بھر اور جہان تھے وہین ہین

وہ جب کر چکے ختم تحصیل حکمت
اگر کہتے ہین کچھ طبیعت مین جودت
بندہی سر پہ دستارِ علم وفضیلت
تو ہے انکی سب سے بڑی یہ لیاقت
کہ گردون کو وہ رات کہدین زبان سے
تو منوا کے چھوڑین اُسے اِک جہان سے

سوا اسکے جو آئے اُسکو پڑھا دین
وہ سیکھے ہین جو بولیان سب سکھا دین
انھین جو کچھ آتا ہے اُسکو بتا دین
میان مٹھو اپنا سا اسکو بنا دین
یہ لے دے کے ہے علم کا اُنکے حاصل
اسی پر ہے فخر اُن کو بَین الاماثل

نہ سرکار مین کام پانے کے قابل
نہ جنگل مین ریوڑ چرانے کے قابل
نہ دربار مین لب ہلانے کے قابل
نہ بازار مین بوجھ اُٹھانے کے قابل
نہ پڑھتے تو سو طرح کھاتے کما کر
وہ کھوئے گئے اور تعلیم پا کر

جو پوچھو کہ حضرت نے جو کچھ پڑھا ہے
مفاد اسمین دنیا کا اور دین کا ہے
مراد آپکی اسکے پڑھنے سے کیا ہے
نتیجہ کوئی یا کہ اسکے سوا ہے
تو مجذوب کی طرح سب کچھ بکین گے
جواب اسکا لیکن نہ کچھ دے سکینگے

نہ حجت رسالت پہ لا سکتے ہین وہ
نہ قرآن کی عظمت دکھا سکتے ہین وہ
نہ اسلام کا حق جتا سکتے ہین وہ
نہ حق کی حقیقت بتا سکتے ہین وہ
دلیلین ہین سب آج بیکار اُنکی
نہین چلتی توپون مین تلوار اُن کی

پڑے اُس مشقت مین ہین وہ سراپا
گئین بھول آگے کی بھیڑین جو تنہا
نتیجہ نہین اُنکو معلوم جس کا
اُسی راہ پر پڑ لیا گلہ سارا
نہین جانتے یہ کہ جاتے کدھر ہین
گئے بھول رستہ وہ یا راہ پر ہین

(۱) شفا بوعلی سینا کی اور مجسطی بطلیموس کی اور تجرید نصیر الدین طوسی کی کتابین ہین۔

مثال اُنکی کوشش کی ہے صاف ایسی | کہ کھائی کہین بندرون نے جو مرچی
اِدھر اور اُدھر دیر تک آگ ڈھونڈی | کہین روشنی اُن کو پائی نہ اُس کی
مگر ایک جگنو چمکتا جو دیکھا | پتنگا اُسے آگ کا سب نے سمجھا

لیا جا کے تھام اور سب نے اُسیدم | کیا گھانس پھونس اُسپہ لا کر فراہم
لگے اُسکو سلگانے سب ملکے باہم | پہ کچھ آگ سُلگی نہ سردی ہوئی کم
یونہین رات ساری اُنھون نے گنوائی | مگر اپنی محنت کی راحت نپائی

گذرتے تھے جو جانور اُس طرف سے | جب اس کشمکش مین اُنھین دیکھتے تھے
ملامت بہت سخت تھے اُنکو کرتے | کہ شرمائین وہ زعم باطل سے اپنے
مگر اپنی کد سے نہ باز آتے تھے وہ | ملامت پہ اور اُلٹے غراتے تھے وہ

نہ سمجھے وہ جبتک ہوا دن نہ روشن | اسیطرح جو ہین حقیقت کے دشمن
نہ جھاڑینگے گردِ توہم سے دامن | پہ جب ہوگا نورِ سحر لمعہ افگن
بہت جلد ہو جائیگا آشکارا | کہ جگنو کو سمجھے تھے وہ اِک شرارا

شرفا کی اولاد

شریفونکی اولاد بے تربیت ہے | تباہ اُنکی حالت بُری اُنکی گت ہے
کسیکو کبوتر اُڑانے کی لت ہے | کسیکو بٹیرین لڑانے کی دھت ہے
چرس اور گانجے پہ شیدا ہے کوئی | مدک اور چنڈو کا رسیا ہے کوئی

سدا گرم اشرار سے اُنکی صحبت | ہر اک رند و اوباش سے اُنکی ملت
پڑھے لکھون کے سایہ سے اُنکو وحشت | مدارس کی تعلیم سے اُنکو نفرت
کمینون کے جرگہ مین عمرین گنوائی | اُنھین گالیان دینی اور آپ کھائی

نہ علمی مدارس مین ہین اُنکو پاتے | نہ شایستہ جلسون مین ہین آپ جاتے
پہ میلون کی رونق ہین جا کر بڑھاتے | پڑے پھرتے ہین دیکھتے اور دکھاتے
کتاب اور معلم سے پھرتے ہین بھاگے | مگر ناچ گانے مین ہین سب کے آگے

اگر کیجیے اُن پاک شہدونکی گنتی | ہوا جنکے پہلو سے بچکر ہے چلتی
ملی خاک مین جنسے عزت بڑونکی | مٹی خاندانون کی جنسے بزرگی

تو یہ جسقدر خانہ برباد ہون گے
وہ سب اِن شریفونکی اولاد ہونگے

ہوئی اُنکی بچپن مین یون پاسبانی
کہ قیدی کی جیسے کٹے زندگانی
لگی ہونے جب کچھ سمجھ بوجھ سیانی
چڑھی بھوت کی طرح سر پر جوانی
بس اب گھر مین دشوار تھمنا ہے اُنکا
اکھاڑون مین تکیون مین رمنا ہے اُنکا

نشہ مین مئے عشق کے چور ہین وہ
صفِ فوج مژگان مین محصور ہین وہ
غمِ چشم و ابرو مین رنجور ہین وہ
بہت ہاتھ سے دلکے مجبور ہین وہ
کرین کیا کہ ہے عشق طینت مین اُنکی
حرارت بھری ہے طبیعت مین اُنکی

اگر شش جہت مین کوئی دلربا ہی
تو دل انکا نادیدہ اُسپر فدا ہے
اگر خواب مین کچھ نظر آگیا ہے
تو یاد اُسکی دن رات نامِ خدا ہے
بھری سبکی وحشت سے روداد ہے یان
جسے دیکھئے قیس و فرہاد ہے یان

اگر مان ہے دُکھیا تو اُنکی بلا سے
اپاہج ہے باوا تو اُنکی بلا سے
جو ہے گھر مین فاقا تو اُنکی بلا سے
جو مرتا ہے کنبا تو اُنکی بلا سے
جنھون نے لگائی ہو لَو دلربا سے
غرض پھر اُنھون کیا رہی ماسوا سے

نہ گالی سے دشنام سے جی چرائین
نہ جوتی سے پیزار سے ہچکچائین
جو میلون مین جائین تو لچھپن دکھائین
جو محفل مین بیٹھین تو فتنے اُٹھائین
لرزتے ہین اوباش انکی ہنسی سے
گریزان ہین رندان کی ہمسائگی سے

سپوتون کو اپنے اگر بیاہ دیجئے
تو بہوؤنکا بوجھ اپنی گردن پہ لیجے
جو بیٹی کے پیوند کی فکر کیجے
تو بد راہ ہین بھانجے اور بھتیجے
یہی جھینکنا کو بکو گھر بہ گھر ہے
بہو کا ٹھکانا نہ بیٹی کو بر ہے

نہ مطلب نگاری کا انکو سلیقہ
نہ دربار داری کا انکو سلیقہ
نہ امیدواری کا انکو سلیقہ
نہ خدمت گذاری کا انکو سلیقہ
قلی یا نفر ہو تو کچھ کام آئے
مگر ان کو کس مد مین کوئی کھپائے

نہین ملتی روٹی جنھین پیٹ بھر کے
وہ گذران کرتے ہین سو عیب کرکے

جو ہین اُنمین دو چار آسودہ گھر کے
وہ دن رات خواہان ہین مرگِ پدر کے
نمونے یہ اعیان و اشراف کے ہین
سلف اُنکے وہ ہین خلف اُن کے یہ ہین

وہ اسلام کی پود شاید یہی ہے
کہ جسکی طرف آنکھ سب کی لگی ہے
بہت جس سے آیندہ چشم ہی ہے
بقا منحصر جسپہ اسلام کی ہے
یہی جان ڈالے گی باغِ کہن مین
اسی سے بہار آے گی اس چمن مین

یہی ہین وہ نسلین مبارک ہماری
کہ بخشین گی جو دین کو استواری
کرین گی یہی قوم کی غمگساری
انھین پر امیدین ہین موقوف ساری
یہی شمع اسلام روشن کرین گی
بڑون کا یہی نام روشن کرین گی

خلف اُنکے الحق اگر یان یہی ہین
سلف کے اگر فاتحہ خوان یہی ہین
اگر یادگارِ عزیزان یہی ہین
اگر نسل اشراف و اعیان یہی ہین
تو یاد اسقدر اُن کی رہجائے گی یان
کہ اک قوم رہتی تھی اس نام کی یان

سمجھتے ہین شایستہ جو آپ کو یان
ہین آزادی راے پر جو کہ نازان
چلن پر ہین جو قوم کے اپنی خندان
مسلمان ہین سب جنکے نزدیک نادان
جو ڈھونڈھوگے یارو نکے ہمدرد اُنمین
تو نکلین گے تھوڑے جوان مرد اُنمین

نہ رنج اُنکے افلاس کا ان کو اصلا
نہ فکر اُنکی تعلیم اور تربیت کا
نہ کوشش کی ہمت نہ دینے کو پیسا
اوڑانا مگر مفت اک اک کا خاکا
کہین اُن کی پوشاک پر طعن کرنا
کہین اُن کی خوراک کو نام دھرنا

عزیزون کی جس بات مین عیب پانا
نشانہ اُسے پھبتیون کا بنانا
شماتت سے دل بھائیونکا دُکھانا
یگانون کو بیگانہ بنکر چڑانا
نہ کچھ درد کی چوٹ اُن کے جگر مین
نہ قطرہ کوئی خون کا چشمِ تر مین

جہاز ایک گرداب مین پھنس رہا ہے
پڑا جس سے جوکھون مین چھوٹا بڑا ہے
نکلنے کا رستہ نہ بچنے کی جا ہے
کوئی اُنمین سوتا کوئی جاگتا ہے
جو سوتے ہین وہ مست خوابِ گران ہین
جو بیدار ہین اُنپہ خندہ زنان ہین

کوئی اُنسے پوچھے کہ اے ہوش والو
کس امید پر تم کھڑے ہنس رہے ہو
بُرا وقت بیڑے پہ آنے کو ہے جو
نچھوڑیگا سوتون کو اور جاگتون کو
بچوگے نہ تم اور نہ ساتھی تمھارے
اگر ناؤ ڈوبی تو ڈوبینگے سارے

غرض عیب کیجیے بیان اپنے کیا کیا
کہ بگڑا ہوا یان ہے آوے کا آوا
فقیہ اور جاہل ضعیف اور توانا
تأسف کے قابل ہے احوال سب کا
مریض ایسے مایوس دنیا مین کم ہین
بگڑ کر کبھی جو نہ سنبھلین وہ ہم ہین

کسی نے یہ اک مرد دانا سے پوچھا
کہ نعمت ہی دنیا مین سب سے بڑی کیا
کہا "عقل جس سے ملے دین و دنیا"
کہا "گر نہو اُس سے انسان کو بہرا"
کہا "پھر اہم سب سے علم و ہنر ہے
کہ جو باعثِ افتخارِ بشر ہے"

کہا "گر نہو یہ بھی اِسکو میسر"
کہا "مال و دولت ہی پھر سب سے بڑھکر"
کہا "اور ہو یہ بھی گر بند اُسپر"
کہا "اُسپہ بجلی کا گرنا ہے بہتر"
وہ ننگِ بشر تا کہ ذلت سے چھوٹے
خلایق سب اُسکی نحوست سے چھوٹے

مجھے ڈر ہے اے میرے ہم قوم یارو
مبادا کہ وہ ننگِ عالم تمھین ہو
گر اسلام کی کچھ حمیت ہے تم کو
تو جلدی سے اُٹھو اور اپنی خبر لو
وگرنہ یہ قول آئے گا راست تم پر
کہ ہونے سے اِنکا نہ ہونا ہے بہتر

رہوگے یونہین فارغ البال کب تک
نہ بدلوگے یہ چال اور ڈھال کب تک
رہے گی نئی پود پامال کب تک
نہ چھوڑوگے تم بھیڑیا چال کب تک
بس اگلے فسانے فراموش کر دو
تعصب کے شعلہ کو خاموش کر دو

حکومت نے آزادیان تمکو دی ہین
ترقی کی راہین سراسر کھلی ہین
صدائین یہ ہر سمت سے آرہی ہین
کہ راجہ سے پرجا تلک سب سکھی ہین
تسلط ہے ملکون مین امن و امان کا
نہین بند رستہ کسی کاروان کا

نہ بدخواہ ہے دین و ایمان کا کوئی
نہ دشمن حدیث اور قرآن کا کوئی
نہ ناقض ہے ملت کے ارکان کا کوئی
نہ مانع شریعت کے فرمان کا کوئی

نمازین پڑھو بے خطر معبدون مین
اذانین دھڑلے سے دو مسجدون مین

کھلی ہین سفر اور تجارت کی راہین
نہین بند صنعت کی حرفت کی راہین
جو روشن ہین تحصیل حکمت کی راہین
تو ہموار ہین کسب و دولت کی راہین

نہ گھر مین غنیم اور دشمن کا کھٹکا
نہ رستون مین قزاق و رہزن کا کھٹکا

مہینون کے کٹتے ہین رستے پلون مین
گھرون سے سوا چین ہے منزلون مین
ہر اک گوشہ گلزار ہے جنگلون مین
شب و روز ہے ایمنی قافلون مین

سفر جو کبھی تھا نمونہ سقر کا
وسیلہ ہے وہ اب سراسر ظفر کا

پہونچتی ہین ملکون سے دم دم کی خبرین
چلی آتی ہین شادی و غم کی خبرین
عیان ہین ہر اک براعظم کی خبرین
کھلی ہین زمانہ پہ عالم کی خبرین

نہین واقعہ کوئی پنہان کہین کا
ہے آئینہ احوال روئے زمین کا

کرو قدر اس امن و آزادگی کی
کہ ہے صاف ہر سمت راہِ ترقی
ہر اک راہرو کا زمانہ ہے ساتھی
یہ ہر سو سے آواز پیہم ہے آتی

کہ دشمن کا کھٹکا نہ رہزن کا ڈر ہے
نکلجاؤ رستہ ابھی بےخطر ہے

بہت قافلے دیر سے جا رہے ہین
بہت بوجھ بار اپنے لدوا رہے ہین
بہت چل چلاؤ مین گھبرا رہے ہین
بہت سے نہ چلنے سے پچھتا رہے ہین

مگر اک تمھین ہو کہ سوتے ہو غافل
مبادا کہ غفلت مین کھوٹی ہو منزل

نہ بدخواہ سمجھو بس اب یاورون کو
لٹیرے نہ ٹھہراؤ تم رہبرون کو
دو الزام پیچھے نصیحت گرون کو
ٹٹولو ذرا پہلے اپنے گھرون کو

کہ خالی ہین یا پُر ذخیرے تمھارے
بُرے ہین کہ اچھے وتیرے تمھارے

امیرون کی تم سُن چکے داستان سب
چلن ہو چکے عالمون کے بیان سب
شریفون کی حالت ہے تم پر عیان سب
بگڑنے کو تیار بیٹھے ہین یان سب

یہ بوسیدہ گھر اب گرا کا گرا ہے
ستون[ع] مرکزِ ثقل سے ہٹ چکا ہے

یہ جو کچھ ہوا ایک شمہ ہے اسکا
کہ جو وقت یارون پہ ہے آنیوالا

ع علیحدگی (ستون مرکز ثقل) سے مراد اسلام کا ضعیف ہونا ہے

زمانے نے اونچے سے جسکو گرایا
وہ آخر کو مٹی مین ملکر رہے گا
نہین گرچہ کچھ قوم مین حال باقی
ابھی اور ہونا ہے پامال باقی

یہان ہر ترقی کی غایت یہی ہے
سرانجام ہر قوم و ملت یہی ہے
سدا سے زمانہ کی عادت یہی ہے
طلسمِ جہان کی حقیقت یہی ہے
بہت یان ہوئے خشک چشمے اُبل کر
بہت باغ چھانٹے گئے پھول پھل کر

کہان ہین وہ اہرام[1] مصری کے بانی
کہان ہین وہ گُرد آن[2] زابلستانی
گئے پیشدادی[3] کدھر اور کیانی[4]
مٹا کر رہی سب کو دنیاے فانی
لگاؤ کہین کھوج کلدانیون[5] کا
بتاؤ نشان کوئی ساسانیون کا

وہی ایک ہے جسکو دائم بقا ہے
جہان کی وراثت اُسی کو سزا ہے
سوا اُسکے انجام سب کا فنا ہے
نہ کوئی رہے گا نہ کوئی رہا ہے
مسافر یہان ہین فقیر اور غنی سب
غلام اور آزاد ہین رفتنی سب

(۱) اہرام مصری مصر کے مثلث نما چھ پہل مینار ہین جو دریاے نیل سے پانچ میل کے فاصلے پر واقع ہین - انہین سے ایک مینار دنیا کے سات عجائبات مین شمار ہوتا ہے - گُرد آن[2] زابلستان سے مراد رستم کا خاندان ہے فارس[3] کے گیارہ بادشاہ جو کیومرث کی اولاد مین ہوئے ہین پیشدادی کہلاتے ہین - نو بادشاہ[4] یعنی قباد کاؤس خسرو لہراسپ گشتاسپ بہمن ہما دارا اب دارا کیانی کہلاتے ہین - کلدانی[5] کیلڈیا یعنی خالدیہ بابل والے -

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مناجات حالی بحضور محبوب باری عزاسمہ

اے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہی — امت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے — پردیس مین وہ آج غریب الغربا ہے
جس دین کے مدعو تھے کبھی خسرو کسرٰے — خود آج وہ مہمان سرائے فقرا ہے
وہ دین ہوئی بزم جہان جس سے چراغان — اب اُسکی مجالس مین نہ بتی نہ دیا ہے
جو دین کہ تھا شرک سے عالم کا نگہبان — اب اُسکا نگہبان اگر ہے تو خدا ہے
جو تفرقے اقوام کے آیا تھا مٹانے — اِس دین مین خود تفرقہ آب آکے پڑا ہے
جس دین نے تھے غیرون کے دل آکے ملائے — اُس دین مین خود بھائی سے اب بھائی جدا ہے
جو دین کہ ہمدرد بنی نوع بشر تھا — اب جنگ و جدل چار طرف اسمین بپا ہے
جس دین کا تھا فقر بھی اکسیر غنا بھی — اُس دین مین اب فقر ہے باقی نہ غنا ہے
جو دین کہ گودون مین پلا تھا حکما کے — وہ عرضۂ تیغ جہلا و سفہا ہے
جس دین کی حجت سے سب ادیان تھے مغلوب — اب معترض اُس دین پہ ہر ہرزہ درا ہے
ہی دین ترا اب بھی وہی چشمۂ صافی — دینداروں مین پر آب ہی باقی نہ صفا ہے
یان راگ ہی دن رات تو وان رنگ شب و روز — یہ مجلس اعیان ہی وہ بزم شرفا ہے
چھوٹون مین اطاعت ہی نہ شفقت ہے بڑون مین — پیارون مین محبت ہی نہ یارون مین وفا ہے
دولت ہی نہ عزت نہ فضیلت نہ ہنر ہے — اِک دین ہی باقی سو وہ بے برگ و نوا ہے
ہے دین کی دولت سے بہا علم سے رونق — بے دولت و علم اسمین نہ رونق نہ بہا ہے
شاہد ہے اگر دین تو علم اسکا ہے زیور — زیور ہے اگر علم تو مال اُسکی جلا ہے
جس قوم مین اور دین مین ہو علم نہ دولت — اُس قوم کی اور دین کی پانی پہ بنا ہے
گو قوم مین تیری نہین اب کوئی بڑائی — پر نام تری قوم کا یان اب بھی بڑا ہے
ڈر ہے کہین یہ نام بھی مٹجائے نہ آخر — مدت سے اسے دورِ زمان میٹ رہا ہے

جس قصر کا تھا سر بفلک گنبدِ اقبال
ادبار کی اب گونج رہی اُس مین صدا ہے

بیڑا تھا نہ جو بادِ مخالف سے خبردار
جو چلتی ہے اب چلتی خلاف اُسکے ہوا ہے

وہ روشنیِ بام و درِ کشورِ اسلام
یاد آج تلک جسکی زمانے کو ضیا ہے

روشن نظر آتا نہین واں کوئی چراغ آج
بجھنے کو ہے اب گر کوئی بجھنے سے بچا ہے

عشرت کدے آباد تھے جس قوم کے ہرسو
اُس قوم کا اک ایک گھر اب بزمِ عزا ہے

چاؤش تھے للکارتے جن رہگذرونمین
دن رات بلند اُنمین فقیرونکی صدا ہے

جو قوم کہ آفاق مین وہ سر بفلک تھی
وہ یاد مین اسلاف کے اب رُو بقفا ہے

جو قوم کہ مالک تھی علوم اور حِکَم کی
اب علم کا وان نام نہ حکمت کا پتا ہے

کھوج اُنکے کمالات کا لگتا ہے اب اِتنا
گم دشت مین اک قافلہ بےطبل و درا ہے

بگڑی ہے کچھ ایسی کہ بنائے نہین بنتی
ہے اس سے یہ ظاہر کہ یہی حکمِ خدا ہے

تھی آس تو تھا خوف بھی ہمراہ رجا کے
اب خوف ہے مدت سے دلونمین نہ رجا ہے

جو کچھ ہین وہ سب اپنے ہی ہاتھونکے ہین کرتوت
شکوہ ہے زمانے کا نہ قسمت کا گلا ہے

دیکھے ہین یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت
سچ ہے کہ بُرے کام کا انجام بُرا ہے

کی زیبِ بدن سب نے ہی پوشاک کتانی
اور برف مین ڈوبی ہوئی کشور کی ہوا ہے

درکار ہے یان معرکے مین جوشن و خفتان
اور دوش پہ یارون کے وہی کہنہ ردا ہے

دریاے پر آشوب ہے اک راہ مین حائل
اور بیٹھ کے گھوڑنا و پہ یان قصد شنا ہے

ملتی نہین اک بوند بھی پانی کی جہان مُفت
وان قافلہ سب گھر سے تہیدست چلا ہے

یان نکلے ہین سودے کو درم لیکے پُرانے
اور سکہ رواں شہر مین مدت سے نیا ہے

فریاد ہے اے کشتیِ اُمت کے نگہبان
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

اے چشمۂ رحمت بِاَبِیْ اَنْتَ وَ اُمِّیْ
دنیا پہ ترا لطف سدا عام رہا ہے

جس قوم نے گھر اور وطن تجھسے چھڑایا
جب تو نے کیا نیک سلوک اُنسے کیا ہے

صدمہ دُرِ دندان کو ترے جنسے کہ پہونچا
کی اُنکے لیئے تو نے بھلائی کی دعا ہے

کی تو نے خطا عفو ہے اُن کینہ کشونکی
کھانے مین جنھون نے کہ تجھے زہر دیا ہے

سو بار ترا دیکھ کے عفو اور ترحم — ہر باغی و سرکش کا سر آخر کو جھکا ہے
جو بے ادبی کرتے تھے اشعار مین تیری — منقول اُنھین سے تری پھر مدح و ثنا ہے
برتاو ترے جبکہ یہ اعدا سے ہین اپنے — اعدا سے غلامونکو کچھ امید سوا ہے
کر حق سے دعا اُمتِ مرحوم کے حق مین — خطرونمین بہت جسکا جہاز آکے گھرا ہے
اُمت مین تری نیک بھی ہین بد بھی ہین لیکن — دلدادہ ترا ایک سے اک انمین سوا ہے
ہر چپقلش دہر مخالف مین ترا نام — ہتھیار جوانونکا ہے پیرونکا عصا ہے
جو خاک ترے در پہ ہی جاروب سے اوڑتی — وہ خاک ہمارے لیئے دار وے شفا ہے
جو شہر ہوا تیری ولادت سے مشرف — ابتک وہی قبلہ تری اُمت کا رہا ہے
جس ملک نے پائی تری ہجرت سے سعادت — کعبے سے کشش اُسکی ہر دلمین سوا ہے
کل دیکھئے پیش آئے غلامونکو ترے کیا — اب تک تو ترے نام پہ اک ایک فدا ہے
ہم نیک ہین یا بد ہین پھر آخر ہین تمھارے — نسبت بہت اچھی ہے اگر حال بُرا ہے
گر بد ہین تو حق اپنا ہے کچھ تجھ پہ زیادہ — اخبار مین الطّالحُ لی ہم نے سُنا ہے
تدبیر سنبھلنے کی ہمارے نہین کوئی — ہان ایک دعا تیری کہ مقبول خدا ہے
خود جاہ کے طالب ہین نہ عزت کے ہین خواہان — پر فکر ترے دین کی عزت کی سدا ہے
گر دین کو جوکھون نہین ذلت سے ہماری — امت تری ہر حال مین راضی برضا ہے
عزت کی بہت دیکھ لین دنیا مین بہارین — اب دیکھ لین یہ بھی کہ جو ذلت مین مزا ہے
ہان حالیِ گستاخ نہ بڑھ حد ادب سے — باتون سے ٹپکتا تری اب صاف گلا ہے
ہے یہ بھی خبر تجکو کہ ہے کون مخاطب — یان جُنبشِ لب خارج از آہنگ خطا ہے

تمت

فضل الٰہی سے مسدس حالی موسوم بہ مدوجزر اسلام مع مناجات مؤلفہ جناب مولوی خواجہ الطاف حسین صاحب المتخلص بہ حالی پانی پتی دوسری مرتبہ مولانا حافظ محمد عبدالاحد صاحب کے مطبع مجتبائی دہلی مین طبع ہوا
ماہ اگست سنہ ۱۹۱۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پھوٹ اور ایکے کا مناظرہ

پھوٹ سے ایکے نے کی یہ گفتگو
مین ہون جہان کا چمن آرا کہ تو

میرا ہے یا تیرا مبارک قدم
مجھ سے ہے یا تجھ سے بقائے اُمم

اپنی ستائش نہین زیبا۔ مگر
حق نہ جتاؤن تو ہے خوفِ ضرر

منزلِ ہستی کا ہون مین رہنمون
کچھ نہ ہوا سے پھوٹ اگر مین نہون

مجھ سے ہی اجسام کو ہے التیام
مجھ سے ہی اجرام مین ہے انتظام

میری بدولت ہے کھچا اور تنا
حال یہ سب ثابت و سیار کا

میرا اگر ہو نہ قدم درمیان
زیر و زبر ہو ابھی نظمِ جہان

دانون کو دیتا ہون مین خرمن بنا
قطرون سے دیتا ہون مین دریا بہا

ڈھیلون سے چنتا ہون حصارِ حصین
ریشون کو کر دیتا ہون حبل المتین

مین ہون اگر مورچون کے درمیان
اُن کا سلیمان کو کرون میہمان

مجھ سے ہے ہر قوم اعانت طلب
کرتے ہین طاقت مری تسلیم سب

قومون کے اقبال کی مین ہون دلیل
مین نہین جس قوم مین وہ ہے ذلیل

مجھ سے گھرانون کی ہے چھاتی پہاڑ
مین نہین جس گھر مین وہ گھر ہے اُجاڑ

ملک ہین آباد مری ذات سے
یمن ہے اک میری کرامات سے

مین نے ہے جس قوم کو بخشا وقار
قوم وہی قوم ہے باقی کہار

بخت عدو مال ہے اُس قوم کا
بندہ خود اقبال ہے اُس قوم کا

نرغہ مین گھر جائے گر ایک اُنکا فرد
لاکھ پہ بھاری ہے بوقتِ نبرد

ڈال نہین سکتا کوئی اُس پہ ہاتھ — سوجھتی ہے قوم تمام اُس کے ساتھ
میرا ہے جس ملک مین جاری عمل — وہان کبھی آنے نہین پاتا خلل
میرے تصرف مین ہے جو سرزمین — وان کوئی بیکس کوئی تنہا نہین
ایک ہے زخمی تو ہین سب دلفگار — ایک ہے مظلوم تو حامی ہزار
ایک کو گر دیکھتے ہین مضطرب — پیٹ کو پکڑے ہوئے پھرتے ہین سب
آگ اگر گھر مین لگی ایک کے — قوم مین گھر گھر دُھوئین اُٹھنے لگے
کُل کی مصیبت مین ہین کُل مُبتلا — ایک پر آتی نہین کوئی بلا
ضعف دباتا نہین اُن کو کبھی — رکھتے ہین کمزور بھی وان دل قوی
غم نہین افلاس کا مفلس کو وان — ایک کا افلاس ہے سب پر گران
ایک کی خواری سے ہین نادم ہزار — ایک ہے رسوا تو ہین سب شرمسار
ایک کی عزت ہو تو نازان ہین سب — ایک ہو گر شاہ تو سلطان ہین سب

سنتی ہے اے خانہ برانداز جھوٹ — سچ ہے یہ سب میرا بیان یا کہ جھوٹ
مجھ مین نہین عیب کچھ اس کے سوا — ساتھ مرے تیرا ۔ ہے کھٹکا لگا ؎
ذات سے میری مہ کامل ۔ مگر — دیتی ہے گہنا مجھے تو آن کر
ہوتی اگر تیری نہ یان ہست و بود — میرا مبارک تھا جہان مین وجود
چشمۂ رحمت ہے جماعت ۔ وہے — کرتی ہے تو آکے مُکدّر اُسے
چار جو مل بیٹھتے ہین یان کبھی ؎ — سب نظرِ بد سے ہین لرزان تری
صلح کا رہتی ہے بُرا تکتی تو — دو کو ہم دیکھ نہین سکتی تو
قطع و بُرِش تیری جبلّی ہے تو — گوشت جدا کرتی ہے ناخن سے تو
بھائیون کو کرتی ہے اغیار تو — یارون کو کر دیتی ہے بے یار تو
ڈالتی ہے اُن مین نزاع اور خلاف — دو کے نہین چھوڑتی دل انمین صاف
قوم مین جو دیکھیے چھوٹا بڑا ؎ — چُنتا ہے ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جدا

مضحکہ خود اپنا بناتے ہین وہ | اپنے پہ عالم کو ہنساتے ہین وہ
سوجھتی ملت کی نہین کوئی بات | یہ جو کہے دن تو وہ کہتا ہے رات
رہتا ہے ایک ایک کے درپے نہان | جس سے۔ جسے دیکھیے ہے بدگمان
زید کا ہے عمرو سے ظاہر ملاپ | دل مین بھرا دونو کے لیکن ہے پاپ
ایک یہ کہتا ہے کہ میری چلے | دوسرا خواہان کہ زک اُس کو ملے
دیکھیے جس کو وہ ہے اِس تاک مین | یارون کے منصوبے ملین خاک مین
قوم کی قوم آتی ہے بیکس نظر | جاتی ہین جھاڑو کی سی سینکین بکھر
عیب ہین جو تجھ مین وہ مجھ مین نہین | خوبیان جو مجھ مین ہین تجھ مین نہین
پھوٹ نے ایکے سے سُنا جب یہ لاف | بولی کہ تقصیر ہو میری معاف
نام ہے بدنام مقرر مرا | ذکر برائی سے ہے گھر گھر مرا ٭
پر کوئی انصاف سے دیکھے اگر | مین ہون وہی جو کہ ہے تو سربسر
عیب ہین کچھ مجھ مین تو تجھ مین بھی ہین | خوبیان تجھ مین بھی ہین مجھ مین بھی ہین
خلق کے ہم دونو مددگار ہین | دوست کا تو یار ہے دشمن کی مین
اپنون سے تو غیرون کو کرتا ہے زیر | مین ہون کہ دل غیرون کا رکھتی ہون شیر
مین کرون تائید نہ تیری اگر | ہو کوئی خوبی نہ تری جلوہ گر
کام رہین سارے ادھورے ترے | ہون کبھی منصوبے نہ پورے ترے
میرے ہی بل چلتی ہے گاڑی تری | مجھ سے ہی سرسبز ہے باڑی تری
مین جو نہ ایران کو دلاتی شکست | رومیون کے حوصلے ہو جاتے پست
ڈالتی بغداد مین گر مین نہ جال | کرتی نہ عباسیون کو پائمال
کام نہ آتا کوئی تیرا ہنر | فتح نہ پاتی کبھی فوج تتر
ہوتی بخارا مین نہ گر مین مخل | کرتی نہ سامانیون کو مضمحل
غزنوی اِس طرح نہ پاتے فروغ | ٹھہرتے دعوے ترے سارے دروغ
ہند مین مین گل نہ کھلاتی اگر | رنگ نہ یان اپنا جماتی اگر

غوریون کو فتح دلاتا نہ تو ٭ | خلجیون کے کام کچھ آتا نہ تو
لودیون کے بڑھتے نہ آگے قدم | مغلون کا یان آکے نہ گڑتا علم
ہند مین کرتی نہ اگر یہ وطن | پھیلتے مغرب کے نہ یان علم و فن

یہ تو لیا تو نے سن اے اتفاق | اب کہون کچھ اور جو گذرے نہ شاق
تجھسے سوا مجھ مین ہے۔ سچ اسکو جان | جلوہ گر انصاف الٰہی کی شان
تو جو کسی قوم کا بنتا ہے یار | چاہتا ہے بگڑے نہ وہ زینہار
اُس کو نہ پیش آئے کبھی روزِ بد | بات رہے اُس کی بنی تا ابد
حصہ مین اُس کے رہے عز و شرف | رشک سے قومین تکین اُسکی طرف
آئے نہ اقبال کو اُس کے زوال | دوست رہین شاد۔ عدو پائمال
تیرا تو یہ خاصہ ٹھہرا۔ مگر | عادتِ حق کی نہین تجھکو خبر
آج کسی کو جو چڑھاتا ہے وہ | دوسرے دن اُس کو گراتا ہے وہ
جزر ہے دریا مین پس از مد ضرور | عزت و دولت کی ہے اِک حد ضرور
ختم جب اقبال کا ہوتا ہے دور | سارے بگڑ جاتے ہین قومونکے طور
خصلتین اُن کی نہین رہتین درست | فرض ادا کرنے مین رہتے ہین سست
بھول کے بھی وہ نہین لاتے بجا | بندون کے حق اور نہ حقوق خدا
ملتی ہے ہرچند کہ مہلت اُنھین | پر کبھی ہوتی نہین عبرت اُنھین
جب نہین غفلت کا اُترتا خمار | ہوش مین آتے نہین وہ زینہار
کرتے سزا سے نہین پھر در گذر | کارگذارانِ قضا و قدر
لیتے ہین چھین اُن سے حکومت کبھی | کرتے ہین سلب اُن کی لیاقت کبھی
علم کبھی دیتے ہین اُن کا مٹا | دیتے ہین دولت کبھی اُن کی لٹا
اسپہ بھی ہوتے نہین جب ہوشیار | بھیجتے ہین قحط و وبا بار بار ٭
کوڑے یہ کھا کھاکے گئے گر سنبھل | سر سے بلا قوم کے جاتی ہے ٹل

ورنہ مجھے کرتے ہین مامور وان
تاکہ کرون قدرتِ باری عیان

الحذر اُس وقت سے ای اتفاق
آن کے جب کہتی ہون مین الفراق

آگئے اُس قوم کے بس دن بُرے
حق نے کیا جس پہ مسلّط مجھے

کوہ کو کرتی ہون پرِ کاہ مین ٭
شیرون کو کردیتی ہون روباہ مین

قدر و بہا قوم کی لیتی ہون چھین
کوڑی کے کردیتی ہون مین تین تین

کرتے نہین غیر اُنھین آکے پست
پاتے ہین وہ اپنے ہی ہاتھون شکست

دیتے ہین دھیان اُن کا بداندیش چھوڑ
آپ ہی مرجاتے ہین سر پھوڑ پھوڑ

آگ پہ گویا کہ ہون بارود مین
قومون کو کردیتی ہون نابود مین

ہوگیا جس ملک مین یان میرا راج
قحط و وبا کی نہین وان احتیاج

قحط و وبا کرتے ہین جانین تلف
کھوتی ہون مین قوم کا عز و شرف

دیتے ہین وہ قوم کی گنتی گھٹا
کرتی ہون مین قوم کو بالکل فنا

حکم یہی ہے مجھے اے اتفاق
ڈالتی ہون اس لیے اُن مین نفاق

ہے مری تحقیر خلافِ ادب
مین ہون فرستادہ درگاہ ربّ

سلسلہ تقریر کا جب بڑھ گیا
پھوٹ کو یہ غیب سے آئی صدا

ڈالدیئے تونے دلون مین شگاف
کب تلک ای پھوٹ یہ لاف و گذاف

حد سے سوا بڑھ گئی تو۔ شرم شرم
جھوٹ مین اور اتنا غلو۔ شرم شرم

چیز حقیقت مین کوئی تو نہین
تجھ مین حقیقت کی کہین بو نہین

چیز وہی چیز حقیقت مین ہے
تعبیہ جو خلق کی فطرت مین ہے

فطرتِ انسان کے ہے جو کچھ خلاف
ہیچ ہے وہ اِس مین نہین اختلاف

طبع بشر مین ہے ودیعت وفاق
وان نہین مطبوع بجز اتفاق

روم ہون یا تُرک عجم یا عرب
مہر و محبت پہ ہین مجبول سب

ایک کو ہے ایک کی جانب جھکاؤ
ایک سے ہے ایک کے دلکو لگاؤ

ہوتی کچھ اے پھوٹ اگر تیری اصل
تو ہے وہ سرچشمہ نہین جسمین آب
ایسے بہت کرتی ہین جلوے عیان
جیسے کہ بے اصل خبر گاہ گاہ
تجھسے بھی پڑ جاتے ہین اکثر بگاڑ
ہے یہ نمایش تری اے خود نما
سیکڑون گھر جہل نے گالے ہین یان
جہل کا چھایا ہے اندھیرا جہان
ٹھیک نہین سوجھتی وان کوئی چیز
قوم کی تعریف نہین جانتے
کر نہین سکتے وہ حقایق مین غور
جانتے دریا کو ہین اک شے جدا
پر یہ عزیزون کو نہین سوجھتا
بس یہی انسان کی غلط کاریان ❊
ہوتا ہے بیٹھا ہوا جس شاخ پر
چلنے کو جس راہ مین ہوتا ہے وہ
پینے کا جو اُس کے ہے جان بخش جام
حق کبھی ہونے نہین دیتین عیان
ہوتی ہے پر ختم شب تار جب
شے نہین رہتی کوئی پیش نظر
سچ نظر آتا ہے سچ اور جھوٹ جھوٹ
وہم دوئی دل مین سماتا نہین
بھائیون پر پہلے کیے تھے جو وار

متحد انسان کی ہوتی نہ نسل
تیری نمایش ہے برنگ سراب
آدم خاکی کی غلط فہمیان ❊
ملک کرا دیتی ہے دم مین تباہ
رائی کے ہو جاتے ہین بنکر پہاڑ
شعبدہ اک وہم غلط کار کا ❊
پردے بہت عقلون پہ ڈالے ہین یان
ملک کو ظلمت نے ہے گھیرا جہان
نفع و ضرر مین نہین ہوتی تمیز
اپنی حقیقت نہین پہچانتے
کہتے ہین جڑ اور ہے ٹہنی ہے اور
قطرون سے کہتے ہین کہ وہ ہے جُدا
ہے اِنھین قطرون سے وہ دریا بنا
دیتی ہین پہنچا اُسے اکثر زیان
توڑنے لگتا ہے اُسی پر تبر
کانٹے اُسی راہ مین بوتا ہے وہ
زہر ملاتا ہے اُسی مین وہ خام
جہل کی چھائی ہوئی تاریکیان
پھیلتے ہین علم کے انوار جب
نورِ حقایق کے سوا جلوہ گر
تفرقہ رہتا ہے نہ رہتی ہے پھوٹ
اپنے سوا کچھ نظر آتا نہین
اپنا بدن پاتے ہین اُن سے فگار

اُنپہ چلائے تھے جو تیر و سنان
اُن کے سمجھ کر جو بگاڑے تھے کام
اپنے بدن پر ہین اب اُن کے نشان
کام نکلتے ہین وہ اپنے تمام

علم ہو جس قوم کا یان راہبر
جانتے ہین وہ برکاتِ وفاق
فرق نہین اُن کے زن و مرد مین
رُتبہ یہ ایکے نے ہے اُن کو دیا
زور سے ہین اُن کے زبردست زیر
برکتین اللہ کی اُس قوم پر
اُنپہ ہین روشن خطرات و نفاق
قوم کی طاقت ہے ہراک فرد مین
لاکھون کروڑون پہ ہین فرمان روا
لومڑیان سامنے اُن کے ہین شیر

اے کہ تری ذات ہے عالم پناہ
جوڑنا ٹوٹون کا ترے ہاتھ ہے
مُنتج ادبار ہے جب تک نفاق
تلخ ہے جب تک ثمر اختلاف
بھیجیو نکبت نہ کسی قوم پر
ٹوٹے نہ آفاق مین سنگت کوئی
بندے ہو بند نہ کوئی جُدا
پھوٹ کسی قوم مین پڑ جائے جب
رکھنی ہے باقی تجھے گر اُن کی نسل
ورنہ اگر ہو نہ ملاپ اُن کو راس
وہ جیئے تو کیا جیئے بے آبرو
پھُوٹ ہو جس قوم مین وہ قوم کیا
اسود و احمر کا ہے تو بادشاہ
تیری صفت جامع اشتات ہے
ثمرِ اقبال ہے جب تک وفاق
ہے تر و تازہ شجرِ ایتلاف
رکھیو ہراک قوم کو شیر و شکر
ہو نہ پراگندہ جماعت کوئی
بکھرے نہ شیرازہ کسی قوم کا
ایک سے ایک اُنمین بچھڑ جائے جب
تفرقہ کر اُن کا مبدل بہ وصل
اور نہ ہو سر جوڑنے کی اُنکے آس
جلد اُٹھالے اُنھین دُنیا سے تو
حق مین ہے اُس قوم کے بہتر فنا

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریر شمس العلماء مولانا حالیؒ

مرثیۂ وفات حسرت آیات علامۂ زمان حکیم محمود خان دہلویؒ

مسلمانون مین مرثیہ لکھنے کا رواج ابتدائے اسلام سے پایا جاتا ہے۔ اور اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت مین بھی عزیزون۔ دوستون اور مشہور لوگون کے مرثیے برابر لکھے جاتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جدِ بزرگوار عبدالمطلب کے بہت سے مرثیے ابتک موجود ہین۔ سچ یہ ہے کہ کسی شخص کی نیکی بزرگی اور مقبولیت کا ثبوت جیسا کہ مرثیہ کے ذریعے سے ہوسکتا ہے۔ کسی اور ذریعہ سے نہین ہوسکتا۔ جو تعریف کسی کے مرنے کے بعد کیجاتی ہے۔ اُسپر بناوٹ یا تصنع کا گمان ہرگز نہین ہوسکتا عرب کے شُعرا کو جب دِل سے کسی کی سچی اور بے ریا تعریف کرنی ہوتی تھی تو اُسکے مرنے کے بعد مرثیہ لکھتے تھے۔ مَعن بن زائدہ شیبانی جو کہ خلفائے عباسیہ کے زمانہ مین ایک نہایت فیاض اور شجاع سپہ سالار گذرا ہے۔ اُس کے بے شمار مرثیے لکھے گئے ہین۔ ایک شاعر نے اُس کے مرثیے مین یہ لکھدیا تھا کہ فیاضی اُسکے ساتھ رُخصت ہوگئی اب کس سے فیاضی کی اُمید رکھین۔ خلیفہ مہدی نے اِس جرم مین اُسکو دربار سے نکلوادیا اور اُمرا نے اُسکو صلہ دینا موقوف کردیا۔ مگر اسپر بھی شُعرا مَعن کے مرثیے برابر لکھتے رہے جعفر برمکی کو جب ہارون رشید نے قتل کروایا تو اُس کے مرثیے لکھنے پر بہت سے شاعرون کو موت کی سزا دی گئی مگر پھر بھی لوگ اُسکے مرثیے لکھنے سے باز نہ آئے۔

فی الواقع کسی شخص کی شکرگذاری اور احسانمندی کے اظہار کا موقع اس سے بہتر نہین ہوسکتا کہ اُس کے مرنے کے بعد اُسکی وفات پر افسوس کیا جائے۔ اور اُسکا ذکر جمیل

ملک مین پھیلایا جائے *

اسلام مین بلکہ شاید تمام دنیا مین کوئی واقعہ واقعۂ کربلا سے زیادہ عالم آشوب اور دردناک وقوع مین نہین آیا۔ اور اسی لیے فی زماننا مسلمانون مین مرثیہ کا اطلاق صرف جناب سیدالشہداعلیہ الصلوۃ والسلام کے مرثیون پر ہونے لگا ہے۔ اسمین شک نہین کہ ان مرثیون کے سُننے سے ہر مُسلمان کا ایمان تازہ ہوتا ہے۔ اور خاندانِ نبوّت کی محبّت جو کہ اسلام کی جڑ ہے دلون مین موج زن ہوتی ہے۔ اور شُہدائے کربلا کے صبر استقلال کی پیروی اور اتباع کرنے کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ اور اسی لیے قوم کے اکثر بزرگوارن نے واقعۂ کربلا کے بیان مین اپنی عُمرین تمام کردی ہین اور قوم کے رونے اور رولانے کے لیے اسقدر ذخیرے چھوڑ گئے ہین کہ اب کسی شخص کو ان مضامین کے دوہرانے کی ضرورت نہین ہی لیکن اس زمانہ مین کہ مسلمانون کی قومی بندش ڈھیلی ہوگئی ہے اور تمام جماعتون مین تفرقے پڑے ہوئے ہین اُن مین ہمدردی کا بیج بونے اور قومیت کی روح پھونکنے کی ازبس ضرورت ہے۔ جہان اس کی اور بہت سی تدبیرین ہین ایک تدبیر یہ بھی ہے کہ قوم مین سے جب کوئی قومی مُحسن اور خدمتگذار گذر جائے تو اُس کی زندگی کے حالات قلمبند کیے جائین۔ اُس کی خوبیان اور اُس کے محاسن مُلک مین شائع کیے جائین۔ اور شُعرا جو کہ قوم کی زبان ہین۔ تمام قوم کی طرف سے اُن کے مرثیے لکھین تاکہ معلوم ہو کہ قوم اپنے محسنون کی قدر کرتی ہے۔ اور اُسمین ہمدردی کی رمق باقی ہے *

اگرچہ مین اپنے تئین اس عزّت کا مستحق نہین سمجھتا کہ مجھکو قوم کی زبان سمجھا جائے لیکن چونکہ مین نے دیکھا کہ مرحومی حکیم **محمود خان** کی وفات سے تمام ہندوستان مین عموماً اور **دلّی** مین خصوصاً ایک غیر معمولی رنج وافسوس پیدا ہوا ہے۔ اور میرے اکثر احباب کو اس حادثہ سے سخت صدمہ پہنچا ہے۔ اس لیے مین نے چند بند بطور مرثیہ کے ترتیب دیے ہین۔ اور اس وقت مین اُن کے پڑھنے کی آپ صاحبون سے اجازت چاہتا ہون۔ *

مرثیہ

ای جہان آباد - ای اسلام کے دار العلوم
تھے ہنرور تجھمین اتنے جتنے گردون پر نجوم
ای کہ تھی علم و ہنر کی تیرے اک عالم مین دھوم
تھا افاضہ تیرا جاری ہند سے تا شام و روم
زیب دیتا تھا لقب تجھکو جہان آباد کا
نام روشن تجھسے تھا غرناطہ و بغداد کا

تیری طینت مین ودیعت تھا مذاقِ علمِ دین
ہند مین جو تھا مُحدِّث تھا وہ تیرا خوشہ چین
جیسے اُمّی تجھ مین تھے عالم نہ تھے ایسے کہین
تھی مُحدِّث خیز اے پایتخت تیری سرزمین
تھا تفقہ بھی مسلم تیری خاکِ پاک کا
بیہقیِ وقت تھا ایک اک فقیہ اس خاک کا

شاذ و نادر تھا تصوف مین کوئی تیرا نظیر
تیرے کھنڈرون مین پڑے سوتے ہین وہ مہرِ مُنیر
آب و گِل کا تیرے تھا گویا تصوف سے خمیر
تھا کبھی انوار سے جنکے زمانہ مُستَنیر
آج جس دولت کا بازار جہان مین کال ہے
تیرا قبرستان اُس دولت سے مالا مال ہے

طب مین گو یونانیون کا سب سے آگے تھا قدم
جب کہ تو آباد تھا دنیا مین ای باغِ ارم
آن کر اُسنے لیا تھا دُوسرا تجھ مین جنم
بھرتے تھے تیرے اطبا بھی مسیحائی کا دم
ہند مین جاری تجھی سے طبِ یونانی ہوئی
شہر شہر اِس جنس کی یان تجھسے ارزانی ہوئی

خاک سے اُٹھے ہین تیری جیسے جیسے نکتہ ور
راس تھی آب و ہوا تیری سخن کو جس قدر
اِک جہان شیوا بیانی سے ہے اُن کی باخبر
سرو کو ہوگی نہ راس اتنی ہوائے کاشغر
حُسنِ صورت مین اگر ضرب المثل نوشاد تھا
حُسنِ معنی تیرا حصہ اے جہان آباد تھا

لیکے ساتھ اسلام نکلا تھا عرب سے جو علوم
دولت و اقبال کا جب تک رہا تجھ پر ہجوم
جن مین تھی اسلامیون کی چار سو عالم مین دھوم
کھیتیون پر تیری ابر آتے تھے اُنکے جھوم جھوم
آئی گلشن مین نہ تیرے بھول کر فصلِ خزان
تیری سرحد مین رہا ہر علم و دانش کا سمان

جس طرح تھا فضل و دانش مین ترا مشہور نام — تھے تمدّن مین بھی پیرو تیرے جمہور انام
آدمیت سیکھنے آتے تھے تجھ سے خاص و عام — شہری و بدوی تری تقلید کرتے تھے تمام
رسم مین آئین مین اوضاع مین اطوار مین — طرز مین انداز مین رفتار مین گفتار مین

رہ گیا باہر سے آکر جو کہ تجھمین چند سال — ڈھل گئے سانچے مین گویا اُس کے عادات اور خصال
آکے بن جاتا تھا یان نقصان انسان کا کمال — تیری پرچھاوین سے موتی بن گئے جاتے تھے سفال
آتے ہی انسان کی کایا پلٹ جاتی تھی یان — چار دن مین اور ہی صورت نکل آتی تھی یان

تیرا معمورہ تھا اک عالم کا مرجع اور مآب — آنکے لیتے تھے یان ٹھیکی جہان کے انتخاب
بستے تھے اطراف سے آآکے تجھمین شیخ و شاب — کر دیا تھا تیری آبادی نے ملکون کو خراب
جمگھٹا تھا تجھمین تُرک و فرس و روم و زنگ کا — دستہ تھا گویا کہ تو گلہائے رنگا رنگ کا

لیکن آخر طبع دوران کا ہے جیسے اقتضا — ہر ترقی کی ہے حد ہر ابتدا کی انتہا
جب کہ دَورہ اپنا تو دنیا مین پورا کر چکا — وقت ای جان جہان تیرا بھی آخر آ لگا
گردش افلاک کے ہونے لگے تجھ پر بھی وار — تیرے گلشن سے بھی کوچ آخر لگی کرنے بہار

تجھ پہ ای دار الخلافت انقلاب آنے لگے — غیب سے تجھ کو تباہی کے خطاب آنے لگے
طالعِ مُشفق کے پیغامِ عتاب آنے لگے — تیرہ بختی کے نظر یارون کو خواب آنے لگے
دولت و اقبال کا بندھنے لگا رختِ سفر — تجھ سے اے دار العلوم اُٹھنے لگا علم و ہنر

ہوگئے تیرے مُحدّث راہیِ دار السلام — کر گئے دنیا سے رحلت تیرے مُفتی اور امام
ہوگیا رُخصت جہان سے تیرا جاہ و احتشام — رفتہ رفتہ ہوگئی سب صاحبی تیری تمام
مجلسین برہم ہوئین زیر و زبر دیوان ہوئے — خانقاہین بیچراغ اور مدرسے ویران ہوئے

چل دیے نوبت بہ نوبت تیری شاعر اور ادیب — مٹ گئی تیری طبابت چھٹ گئے تیری طبیب
جاگ جاگ آخر سدا کو سو گئے تیری نصیب — اس گلستان سے نہ اُٹھی پھر صدائے عندلیب
جنکو کھو بیٹھے نظیر اُن کا کہین پایا نہ پھر — جو گیا۔ اُس کا کوئی قائم مقام آیا نہ پھر

گر گئے اخلاق اور آداب سب تجھ سے سفر — گر گیا نظرون سے تیرا سب جلال و جاہ و فر
جھڑ گئے تاجِ شرف سے تیری سب لعل و گہر — تجھ کو ای دار الخلافت کھا گئی کس کی نظر

علم ہے باقی نہ اب دولت ہی تیرے پاس وہ اے گل پژمردہ تیری کیا ہوئی بو باس وہ

دور آخر مین کہ تیرا تیل تھا سب جل چکا بجھتے بجھتے تھا کچھ اک تو نے سنبھالا سا لیا
خاک نے یان تیری پھر اُگلے وہ لعلِ بے بہا جن سے روشن ہو گیا کچھ دن کو نام اسلاف کا

عہدِ ماضی کا سمان آنکھون مین سب کی چھا گیا خواب جو بھولا ہوا مدت کا تھا یاد آ گیا

جاہ و مکنت قوم کی گو تجھ مین کچھ باقی نہ تھی پر نہ کی عرض ہنر مین تو نے اب بھی کوتہی
اس بزرگی سے گذاری تیرھوین تو نے صدی پھر گئی آنکھون مین پھر تصویر دور اکبری

علم دین و شعر و حکمت طب و تاریخ و نجوم ڈال دی پھر اپنی تو نے چارسُو ہر فن مین دھوم

مُلک مین ہر سُو وہی پھر بول بالا تھا ترا تھا جہان علم و ہنر گو دون کا پالا تھا ترا
تھی جہان کچھ روشنی وہ سب اُجالا تھا ترا پھر جو دیکھا غور سے وہ اِک سنبھالا تھا ترا

چاند نکلا تھا گہن سے جو وہ پھر گہنا گیا چار دن کی چاندنی تھی پھر اندھیرا چھا گیا

علم والے علم کے دریا بہا کر چل دیئے واعظانِ قوم سوتون کو جگا کر چل دیئے
کچھ سخنور تھے کہ سحر اپنا دکھا کر چل دیئے کچھ مسیحا تھے کہ مُردون کو جلا کر چل دیئے

ایک تختہ رہ گیا تھا تیری ٹوٹی ناؤ کا لے گئی سیلِ فنا اُسکو بھی اے دِلّی بہا

جا چکی تھی تجھ سے گو اے شہر عظمت قوم کی ہو چکی تھی آبرو مدت سے رخصت قوم کی
پر کچھ اِک محمود خان کے دم سے تھی بہت قوم کی اُٹھ گیا وہ بھی جہان سے آہ قسمت قوم کی

کیا دِکھا کر اب دلائے گا سلف کو یاد تو ناز اب کس پر کرے گا اے جہان آباد تو

تجھ مین ہے دِلّی! کوئی اب ایسا مقبولِ جہان؟ نازشِ دار الخلافت مرجع ہندوستان
ہند سے لے تا عرب کشمیر سے تا انڈمان بچہ بچہ کی زبان پر نام ہے جسکا روان

نیمجانون کا مسیحا اور غریبون کا طبیب خود حکیمون کا معالج اور طبیبون کا طبیب

ہے کوئی اب تجھ مین ہیرو ایسا یکتائے زمان واقعاتِ زندگی کر دیجے گر اُس کے بیان
سمجھین اِک افسانہ ناواقف اُسے اور داستان ہے تعجب خیز الحق سیرتِ محمود خان

یا وہ اِک جوہر الگ تھا جوہر انسان سے یا نکلتے اب نہین ایسے جواہر کان سے

اُسکا تھا دیوانخانہ مُلک کا دار الشفا خلق کا دن رات رہتا تھا جہان تانتا بندھا

مفت بیمارون کو اُسکے دم سے ملتی تھی دوا
فکر نذرانہ کا تھا اُن کو نہ شکرانہ کا تھا
اُس کے استغنا سے جُھک جاتا تھا سر مغرور کا
اور عنایت سے کنول جاتا تھا کِھل مزدور کا

بے حقیقت اُسنے سمجھا مال و دولت کو سدا
تھے برابر اُسکے نزدیک اغنیا اور بینوا
گو طبیب اور ڈاکٹر تھے شہر مین بے انتہا
کوئی مفلس کا نہ تھا پُرسانِ حال اُسکے سوا
کرتے ہین جو دعوی ہمدردئ نوعِ بشر
اُس نے باطل کر دیے تھے اُنکے دعوی سر بسر

طبِ مُسلمانون کی لی اُسکی مسیحائی نے تھام
ورنہ ابتک اُسکی ٹُمکی ہو چکی ہوتی تمام
رونقِ طبِ جدید اور اُسپہ میل خاص و عام
درسگاہون اور دواخانون کا اُسکے انتظام
دیکھ کر تھا اک زمانہ اُس کی خوبی کا مُقِر
طبِ یونانی گئی تھی خلق کی نظرون سے گر

سَرجنُون کے دیکھ دیکھ آلات و اعمال و حِیَل
آگیا تھا سائے مین زود اعتقادون کی خلل
دین مگر اُسکی مسیحائی نے سب آئین بدل
طبِ یونانی گئی کچھ دن کو پھر گر کر سنبھل
سلطنت اور عقل تھی جس فوج کی ہمت فزا
ایک طاقت اُس کے حملون سے ہوئی عہدہ برآ

گو کہ جاتے تھے شفاخانو مین خاص و عام سب
پر اُلجھ جاتے تھے سخت امراض مین بیمار جب
خلق کا پھر ملجا و ماوے اُمید کا تھا مطب
اُسکے بیمارون کو ـ گو مایوس ہون یا جان بلب
سو تدبیر و معالج کی خطا کا ڈر نہ تھا
موت کا ڈر تھا مگر مُہلک دوا کا ڈر نہ تھا

رکھتے ہین آلات پر سَرجَن بھروسا جسقدر
کرتے ہین معلوم جو جو اُن سے امراضِ بشر
وہ بتا دیتا تھا سب کچھ رکھکے اُنگلی نبض پر
اُسکی اک اُنگلی پہ تھے قربان سو تھرمامٹر
نارسا تھین دوربینین اہلِ صنعت کی جہان
جا پہنچتی تھی نگاہِ دوربین اُس کی وہان

شہر کے سب مرد و زن ـ پیر و جوان ـ خرد و کلان
تھے قوی پشت اُس سے ایسے جیسے پُشتہ سے مکان
جس کو نسخہ دیدیا لکھ کر وہ یہ سمجھا کہ ہان
زندگانی کے ابھی کچھ اور دن باقی ہین یہان
گو کہ ماتم مُلک مین ہے اُس کا ہر سُو آج کل
پر ـ گئی اے شہر تیری جان ہی گو ... سا

کیا عجب ـ پیدا ہون پھر ایسے طبیب و چارہ گر
جو کہ تشخیصِ مرض مین رکھتے ہون غائر نظر
خلق کو تکیہ ہو جن کی رائے اور تدبیر پر
شہر مین ہون مرجعِ کل ـ مُلک مین ہون نامور
جمع ہون **محمود خان** کے ذات مین اُنکی کمال
ہے یہ سب ممکن ـ مگر **محمود خان** ملنا محال

راستی اور راستبازی اُسکی تھی ضرب المثل — اُسکے کامون مین ریا تھی اور نہ باتون مین دغل
امتحان کے وقت جب تھا نظم عالم مین خلل — راستبازون کی گئی تھی ٹھیک جب ہر سُو نکل
کھوٹ سے اُس آنچ مین نکلا وہ خالص اس طرح — آگ مین تپ کر کھرا رہتا ہے کُندن جس طرح

وہ زمانہ۔ جبکہ تھا دلّی مین اِک محشر بپا — نفسی نفسی کا تھا جب چارون طرف غل پڑ رہا
اپنے اپنے حال مین چھوٹا بڑا تھا مُبتلا — باپ سے فرزند اور بھائی سے بھائی تھا جدا
موج زن تھا جبکہ دریائے عتاب ذوالجلال — باغیون کے ظلم کا دنیا پہ نازل تھا وبال

دیکھ کر یارون کو جب آنکھین چُرا جاتے تھے یار — ساتھ دینا تھا کسی کا موت سے ہونا دوچار
یار سے یار آشنا سے آشنا تھے شرمسار — شہر مین تھی چارسو گویا قیامت آشکار
آگ تھی اِک مشتعل ایسی کہ تھا جس سے خطر — جل نہ جائین اُس کے شعلے سے کہین سب خشک و تر

ہو رہا تھا جب کہ کھوٹے اور کھرے کا امتحان — کر رہا تھا اپنے جوہر خاک کا پتلا عیان
ایک جانب تھی اگر خندق تو اِک جانب کنوان — بال سے باریک تر تھی راہ اُن کے درمیان
راہرو ڈُگدا مین تھے اور راہ پُر خوف و خطر — اُس نے دِکھلایا کہ یون چلتے ہین سیدھی راہ پر

مجرم و بیجرم مین تھا حاکمون کو اشتباہ — عدل تھا مجرم کا دشمن اور بری کا عذر خواہ
مجرمون کے جُرم پر دیوار و در تھے سب گواہ — پر نہ تھا کوئی شفیع اُن کا کہ جو تھے بے گناہ
ایسے نازک وقت مین مردانگی جو اُسنے کی — اہل انصاف اُس کو بھولے ہین نہ بھولینگے کبھی

بالیقین جن مُلزمون کو اُسنے سمجھا بیخطا — مارشل لا مین ثبوت اُن کی صفائی کا دیا
چین سے بیٹھا نہ جب تک ہو گیا اُک رہا — جو کہ تھے نادار۔ کی اُنکی اعانت برملا
زر دیا کھانا دیا کپڑا دیا بستر دیا — بے ٹھکانون کو ٹھکانا بے گھرون کو گھر دیا

قصے جھگڑون مین کبھی پڑنے کی خو جس کی نہ تھی — دی گواہی جس نے ہرگز جھوٹی یا سچی نہ تھی
جس نے صورت تک عدالت کی کبھی دیکھی نہ تھی — ہاتھ سے جس نے بڑون کی آن اب تک دی نہ تھی
بے گناہون کے لیے وہ رات دن چکر مین تھا — پانو ایک اُسکا عدالت مین تھا اور اِک گھر مین تھا

جبکہ عنقا تھی دیانت بین ابنا ر الزمان — تھی امانت جسکی اُسکے پاس ہلکی یا گران
خوف مین پاس اپنے رکھا اُسکو مثل پاسبان — کی حوالے مالکون کے جب ہُوا امن و امان

ایک عالم ناخدا ترسی مین جب بیباک تھا
اُس کا دامن تھا کہ ہر دھبّے سے بالکل پاک تھا

وضعداری مین نہ تھا اُس کا زمانہ مین بدل
وضع مین اُسکی تغیر تھا نہ عادت مین خلل

وقت کی تاثیر کا اُس پر نہ چلتا تھا عمل
انقلابِ دہر کی زد سے گیا تھا وہ نکل

اُس کے آگے اِن نئے سانگون کی کچھ ہستی نہ تھی
اُس پہ چلتی کچھ زمانہ کی زبردستی نہ تھی

کی تھی جو بچپن سے طرزِ زندگانی اختیار
اُسمین فرق آیا نہ وقتِ واپسین تک زینہار

کوہِ راسخ کی طرح تھا ایک حالت پر قرار
وضع اُسکی جو کہ تھی وضعِ سلف کی یادگار

قوم کے از یاد رفتہ خواب کی تعبیر تھی
عہدِ عالمگیر و اکبر شاہ کی تصویر تھی

سر پہ دُنیا کے علایق کا تھا گو بارِ گران
پر ہر اک حالت مین ہلکی پھول سی رہتی تھی جان

پا بگلِ دُنیا مین پر دُنیا کے غم سے برکران
رنج ہو یا ہو خوشی جب جا کے دیکھو شادمان

ظاہرا پابند تھا دُنیا کی رسم و راہ کا
دِل مگر پایا تھا ایسا جیسا اہل اللہ کا

منقبض اُسکو نہ مکروہات مین پایا کبھی
غم سے دُنیا کے نہ پیشانی پہ بل لایا کبھی

دل کسی بادِ مخالف سے نہ کملایا کبھی
تلخیِ دوران سے چتون پر نہ میل آیا کبھی

کی بسر دار المحن مین بزمِ عشرت کی طرح
عُمر کاٹی دوزخِ دُنیا مین جنت کی طرح

مِٹ گئی افسوس اک ایسی سلف کی یادگار
قوم مین جس کی مثالین اب کم دیکھین گے یار

گُل کھلائیگی نئے گلشن مین اب بادِ بہار
رنگ ہوگا جن مین لیکن بُو نہ ہوگی زینہار

کرتے ہین جب اِن حوادث کے نظر انجام پر
قوم مین اک ہُکو سنّاٹا سا آتا ہے نظر

اِک زمانہ تھا کہ تھا ہم سے موافق روزگار
اہلِ علم و فضل و دانش کا نہ تھا ہم مین شمار

ایسے حاصل خیز دُنیا مین نہ ہونگے کشتزار
جیسے مردُم خیز تھے اسلام کے شہر و دیار

مرتا تھا کامل تو کاملتر نظر آتا تھا یان
سُورج آتا تھا نکل جب چاند چھپ جاتا تھا یان

یان تک اب پہنچی ہے ہم مین نوبتِ قحط الرجال
ایک اُٹھ جاتا ہے دنیا سے اگر صاحبِ کمال

دُوسری ملتی نہین دُنیا مین پھر اُسکی مثال
ذاتِ باری کیطرح گویا کہ تھا وہ بیہمال

ظاہرا اب وقت آخر ہے ہماری قوم کا
مرثیہ ہے ایک کا اب نوحہ ساری قوم کا

سُنتے ہین حالی سخن مین تھی بہت وسعت کبھی
تھین سخنور کے لیے چارون طرف راہین کھلی

داستان کوئی بیان کرتا تھا حُسن وعشق کی
اور تصوف کا سخن مین رنگ بھرتا تھا کوئی

گاہ غزلین لکھ کے دل یارون کے گرماتے تھے لوگ
گہ قصیدے پڑھ کے خلعت اور صلے پاتے تھے لوگ

پر ملی ہمکو مجال نغمہ اس محفل مین کم
راگنی نے وقت کی لینے دیا ہمکو نہ دم
نالۂ و فریاد کا تو نا کہین جا کر نہ سم
کوئی یان رنگین ترانہ چھیڑنے پائے نہ ہم

سینہ کوبی مین رہے جب تک کہ دم مین دم رہا
ہم رہے اور قوم کے اقبال کا ماتم رہا

تمت

مجتبائی پریس دہلی ۱۹۱۰ء

درۃ الناصحین مع ترجمۂ اردو و تحفۃ الواعظین - مجتبائی - قرآن مجید کی حسنہ حسنہ آیات کی تفسیر بالترتیب بطور وعظ ہر وعظ جدا ہر آیۃ کے متعلق احادیث صحابہ کے آثار ائمۂ مذاہب کے اقوال بزرگان سلف کی حکایات اور نصیحتیں ہیں نافع المسلمین ترجمہ انیس الواعظین مجتبائی - مجلس کی گرما دینے والی اور سامعین کو وجد میں لانیوالی کتاب ہے لاجواب

خیر المؤانس ترجمۂ اردو نزہۃ المجالس مجتبائی - یہ کتاب واعظوں کے لیئے نہایت بکار آمد اور وعظ و نصیحت کی دوسری کتابوں سے بے پروا کرنے والی مبسوط اور جامع کتاب ہے - ایسی کتاب آج تک دیکھنے میں نہیں آئی - وعظ - تفسیر - احادیث آثار صحابہ - اقوال بزرگان - ہر قسم کی تحقیقات - حکایات - طبی نسخے - غرض سب کچھ اس میں موجود ہے قیمت تین روپیہ ۸ آنے وللعہ

اعلان

بفضلہ تعالیٰ اس مطبع مجتبائی دہلی میں ہر قسم کی کتابیں اور قرآن مجید و حمائل شریف سادہ و مترجم ایک اشرفی فی غلطی انعام والی و کتب دینیات عربی و فارسی اردو و کتب درسیہ مدارس عربی اسلامی و نیز کتب سرکاری سررشتہ تعلیم و کتب مصنفہ علمائے متقدمین و متاخرین و نیز از تصنیفات حضرت شاہ عبد الحق رح محدث دہلوی و حضرت شاہ ولی اللہ و مولٰنا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی و مولوی محمد قاسم صاحب و حاجی امداد اللہ صاحب و مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی و مولوی عبد الرب صاحب و مولوی شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی و مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب حقانی و ڈپٹی نذیر احمد صاحب و خواجہ الطاف حسین صاحب حالی و مولوی شبلی صاحب نعمانی و منشی محمد ذکاء اللہ صاحب و دیگر مصنفین و مولفین موجود ہیں و کتب مطبوعہ ہر امصار و بلاد مثل بیروت و روم و مصر و بمبئی و کلکتہ بریلی لکھنو وغیرہ وغیرہ فروخت کے لیئے موجود ہیں ۞ خاکسار

محمد عبد الاحد غفر لہ الصمد
مہتمم مطبع مجتبائی دہلی